ایاتہا ۳۵	۴۶ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۶۶	رکوعاتہا ۴

یہ سورۃ مکی ہے اس میں ۴ رکوع ۳۵ آیات ۶۴۴ کلمے اور ۲۵۹۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲

یہ کتاب ۲ اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ۳

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ۴ مگر حق کے ساتھ ۵

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝۳

اور ایک مقرر میعاد پر ۶ اور کافر اس چیز سے کہ ڈرائے گئے منہ پھیرے ہیں ۷

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ

زمین کا کونسا ذرہ بنایا ۸ یا آسمان میں انکا کوئی حصہ ہے

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ

میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب ۹ یا کچھ بچا کھچا علم ۱۰ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ

تم سچے ہو اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ

ایسوں کو پوجے ۱۱ جو قیامت تک اس کی نہ سنیں ۱۲ اور انہیں

عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ

انکی پوجا کی خبر تک نہیں ۱۳ اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ انکے دشمن

ا۔ سوا چند آیتوں کے جیسے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اور فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اور وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ وغیرہ کے جو بعض کے نزدیک مدنیہ ہیں ۲۔ یعنی قرآن شریف' چونکہ قرآن شریف زبانی آیا اور آہستہ آہستہ آیا' اس لئے تنزیل فرمایا گیا' چونکہ اوپر سے آیا اس لئے اتارنا ارشاد ہوا ۳۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ قرآن کریم میں عزت بھی ہے حکمت بھی' کیونکہ اس کا اتارنے والا عزیز بھی ہے حکیم بھی۔ کتاب' کتاب والے کی آئینہ دار ہوتی ہے' قرآن کریم تمام آسمانی کتابوں میں زیادہ شاندار ہے' ایسے ہی قرآن والے محبوب سارے نبیوں میں شان والے ہیں' بڑی کتاب بڑے معلم پڑھایا کرتے ہیں ۴۔ جیسے کرہ آگ' ہوا اور بادل' بارشیں اور دیگر فضائی مخلوقات' غرضیکہ سارا عالم اجسام اس میں داخل ہے' چونکہ ہم کو یہ ہی عالم محسوس ہوتا ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا' ورنہ عالم انوار' عالم امر وغیرہ سب رب کے پیدا فرمائے ہوئے ہیں ۵۔ یہاں حق سے مراد حکمت اور نشانی قدرت ہے' یعنی ان میں ہماری حکمتیں اور قدرت کے نشانات موجود ہیں یہ حق ' معنی ثابت نہیں کیونکہ سب کو فنا ہے' لہٰذا یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اللہ حق ہے باقی باطل ہے کہ وہاں حق ' معنی واجب ثابت ہے ۶۔ میعاد مقرر سے مراد اس کی فنا کا وقت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے' یا اس سے مراد روز قیامت ہے۔ جس دن سب فنا ہو جائیں گے ۷۔ معلوم ہوا کہ عذاب قبر یا قیامت یا کسی اور قطعی دینی چیز کا انکار کفر ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ معبود وہ جو خالق ہو' مشرکین عرب ان بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے مگر پھر بھی انہیں خدا کی مثل مان کر ان کی پوجا کرتے تھے اس لئے ان سے یہ سوال فرمانا درست ہوا ۹۔ یعنی قرآن شریف اور پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید ہے۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی ایسی آسمانی کتاب دکھاؤ' جس میں شرک کا ثبوت اور توحید کی تردید ہو ۱۰۔ گزشتہ انبیاء کرام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مشرکو شرک پر تمہارے پاس نہ تو عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔ یعنی کتاب آسمانی کا فیصلہ یا انبیاء کرام کے ارشادات لہٰذا تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فرمان کتاب اللہ کی طرح واجب العمل ہیں۔ اگر صرف کتاب اللہ قابل اتباع ہوتی تو اس کے بعد دوسرے علم کا ان سے مطالبہ نہ ہوتا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ شرک اکبر الکبائر یعنی تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے ۱۲۔ یعنی مشرکوں سے بڑھ کر ناسمجھ کون ہے کہ یہ تو پتھروں' درختوں' چاند' سورج وغیرہ کو پوج رہے ہیں۔ مگر یہ چیزیں نہ ان کی پکار سنیں' نہ ان کی فریاد کو پہنچیں' یہاں سننے سے مراد ان کی فریاد سننا اور ان کی امداد کرنا ہے۔ اسی کی یہاں نفی ہے ورنہ یہ تمام چیزیں کفار کے کفر و شرک سے خبردار اور بیزار ہیں۔ قیامت میں ان کے شرک کی گواہی دیں گی ۱۳۔ اس آیت میں معبودوں سے مراد بت ہیں۔ کیونکہ جن انبیاء کی پوجا ہوتی ہے وہ حضرات تو ان کی پوجا سے خبردار بھی ہیں اور بیزار بھی۔ اللہ والوں کو واقعات عالم کی خبر رہتی ہے۔ اس لئے وہ انبیاء کرام اپنی امتوں کے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے' اور حضور تمام نبیوں کے حق میں گواہ ہوں گے۔ گواہی بے خبر نہیں دیا کرتا خبردار ہی دیتا ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں پتھروں' لکڑیوں میں احساس و شعور ہو گا جس سے وہ کفار کے خلاف گواہی دیں گے دوزخ میں انہیں عذاب دیں گے جیسے کہ مؤذن کے ایمان کی گواہی وہاں تک کے پتھر لکڑی گواہی دیں گے' جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے ۲۔ بت یہ نہ کہیں گے کہ یہ لوگ ہماری پوجا نہ کرتے تھے ورنہ پھر ان کے دشمن کیوں ہوتے بلکہ عرض کریں گے کہ ہم نے انہیں اپنی پوجا کا حکم نہ دیا تھا ۳۔ تبلیغ کے لئے' معلوم ہوا کہ کفار کو قرآن سنانا پڑھانا جائز ہے' اس نیت سے کہ شاید یہ ایمان لے آویں' قرآن مسلمانوں کو تو عمل کیلئے سنایا سکھایا جاوے' کفار کو ایمان کے لئے ۴۔ کہ دلوں پر اثر تو بہت کرتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں' معلوم ہوا کہ قرآن کی تاثیر کے کفار بھی قائل تھے ۵۔ یعنی حضور نے قرآنی آیات خود بنالی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ رب کا کلام ہے یہ ایسی بے ہودہ بکواس تھی جسے وہ خود بھی غلط مانتے تھے' کیونکہ قرآن کریم نے بارہا یہ اعلان فرمادیا تھا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو تم سب مل کر ایک آیت ہی بنا لاؤ ۶۔ یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا عذاب الٰہی آنے کا سبب ہے یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ ایسا جاننے والا کبھی افتراء جیسے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا ۷۔ یعنی جب میں سچا ہوں اور تم مجھے جھوٹا کہتے ہو' تو تم سزا کے مستحق ہوئے تم اپنی فکر کرو۔ کیونکہ رب تمہیں بھی دیکھ رہا ہے۔ ۸۔ خیال رہے کہ حضور رب کی وحدانیت کے گواہ ہیں اور رب تعالیٰ حضور کی نبوت اور رسالت کا گواہ' اسی لئے رب نے حضور کے دست مبارک پر معجزات ظاہر فرمائے ۹۔ اس میں نہایت نرمی سے کفار کو ایمان کی طرف مائل فرمایا گیا ہے' یعنی تم نے عمر بھر شرک و کفر کیا۔ لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ تو رب تمہارے سارے گناہ بخش دے گا' اس کی رحمت تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بدعت وہ ہے جو بے اصل ہو نہ وہ کہ جو بے مثل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں بدعت نہیں یعنی اگرچہ بے مثل ہوں مگر بے اصل نہیں۔ مجھ سے پہلے بہت نبی تشریف لاچکے ہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ درایت وہ علم ہے جو اٹکل' قیاس' گمان وغیرہ سے حاصل ہو' اس لئے رب تعالیٰ کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا' حضور کی وحی بھی درایت سے وراء ہے۔ ۱۲۔ اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایت اور قیاس سے کیونکہ درایت کا علم ظنی ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا۔ عقل انسان غیب سے عاجز ہے' یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں' کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الخ۔ اور صحابہ کے لئے فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى حضور کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے' اس لئے حضور قیامت میں سب کے گواہ ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۱۳۔ یعنی میں تمہارے کفر و ایمان کا ذمہ دار نہیں ہوں تا کہ تمہارے کفر کا قیامت کے دن مجھ سے سوال ہو' لہٰذا اس آیت میں حضور کی معذوری و مجبوری کا ذکر نہیں بلکہ حضور کے مستغنی ہونے کا ذکر ہے' کہ مخلوق کے کفر سے حضور کا کچھ نہیں بگڑتا ۱۴۔ خیال رہے کہ واجب کو واجب پر معلق کرنا تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے موجود کو موجود پر معلق کرنا تنجیز کا ۱۵۔ گواہ سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ ہیں جو توریت کے بڑے عالم تھے' حضرت ہارون کی اولاد سے تھے' پہلے یہودی تھے بعد میں حضور کے صحابی ہوئے' آپ کا نام ابن حارث تھا حضور نے آپ کا نام عبداللہ رکھا' جب حضور مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ دیدار کے لئے حاضر ہوئے' چہرہ انور دیکھتے ہی لوٹ گئے شعر:۔ آنکھوں آنکھوں

أَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

ہوں گے ۱ اور ان سے منکر ہو جائیں گے ۲ اور جب ان پر پڑھی جائیں

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا

ہماری روشن آیتیں ۳ تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں یہ

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

کھلا جادو ہے ۴ کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا ۵ تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے

فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ

بنا لیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے ۶ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں

فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٨

تم مشغول ہو ۷ وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ۸ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ۹

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ

تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ۱۰ اور میں نہیں جانتا ۱۱ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا

وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩

اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے ۱۲ اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَ

والا ۱۳ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ

اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا ۱۵ تو وہ ایمان لایا

وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ ع

اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو ۱۶

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا

اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک

سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ

نہ پہنچ جاتے لہ اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان

قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا

ہے لہ اور اس سے پہلے موسٰی کی کتاب ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ

كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ ق

کتاب ہے تصدیق فرماتی لہ عربی زبان میں کہ ڈر سنائے ظالموں کو

وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اور نیکوں کو بشارت لہ بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے لہ پھر

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ

ثابت قدم رہے لہ نہ ان پر خوف نہ ان کو غم لہ وہ جنت

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے لہ اس کی ماں نے اسے پیٹ

وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى

میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے لہ اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ

اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ

میں ہے لہ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا لہ اور چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ

میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی لہ

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ ۚ

اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے لہ اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ لہ

(بقیہ صفحہ ۸۰۱) میں اشارے ہو گئے ☆ تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے۔ قرآن کریم نے ان کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ انہیں حضور کا' قرآن کا' حقانیت اسلام کا گواہ اعظم قرار دیا ۱۶۔ کوئی ظالم ظالم رہتے ہوئے ہدایت پر نہیں آسکتا یا قیامت میں کافر کو جنت کی راہ نہ ملے گی' یا جس کے دل میں حضور کا حسد و عناد ہو اسے ایمان کی توفیق نہ ملے گی۔

۱۔ (شان نزول) کفار مکہ فقراء مسلمین کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر اسلام برحق ہوتا تو ہم سے پہلے ان غریبوں کو نہ ملتا بلکہ پہلے ہم کو نصیب ہوتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے اس لئے اس نے ہم کو دنیاوی دولت دی ہے ان کی تردید میں یہ آیت آئی ۲۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسے قرآن سے ہدایت ملتی ہے وہ قرآن کا باطن دیکھتا ہے' جسے ہدایت نہیں ملتی وہ قرآن کا محض ظاہر دیکھ کر اسے جادو وغیرہ کہتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں شعر؎ ظاہر قرآن چو شخص آدمی است۔ کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی است یہ ہی قرآن والے محبوب کا حال ہے کہ کوئی غلاف کو دیکھ کر انہیں محض بشر کہتا ہے کوئی اندرون غلاف پر نظر رکھ کر انہیں محبوب خدا مانتا ہے ۳۔ مصدق کے معنی ہیں سچا کہنے والی یا سچا کر دکھانے والی' قرآن کریم نے تمام آسمانی کتابوں کو ساری دنیا سے سچا کہلوایا۔ یا قرآن نے تشریف لا کر ان کتابوں کو سچا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کی تشریف آوری کی خبر دی تھی' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آوے گی نہ نبی کیونکہ قرآن صرف تصدیق فرما رہا ہے۔ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا ۴۔ خیال رہے کہ یہاں بشارت ڈرانے کے ساتھ ہے لہٰذا اس کے معنی ہیں اللہ کے ثواب کی بشارت نہ کہ آئندہ کسی نبی یا کتاب کی بشارت ۵۔ اللہ کو رب ماننے کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے سارے رسولوں' کتابوں وغیرہ کو مانے اگر کسی کو اپنا والد تسلیم کیا گیا تو اس کے سارے عزیزوں کو اپنا بزرگ یا عزیز مان لیا کہ والد کا باپ اپنا دادا ہے اس کا بھائی اپنا چاچا' اس کی بیوی اپنی ماں' تو جو کوئی رب کو ماننے کا دعویٰ کرے مگر اس کے رسول کا انکار کرے وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے وہ رب کو مانتا ہی نہیں ۶۔ اس طرح کہ ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نصیب کرے ۷۔ ان خوش نصیبوں کو مرتے وقت دنیا چھوٹنے کا غم نہیں اور قیامت میں عذاب کا خوف نہیں۔ اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کی تفسیر سورہ یونس میں بھی گزر گئی ۸۔ بما کی ب سببیہ ہے یعنی نیک اعمال کے سبب جنت میں جائیں گے' ورنہ جنت در حقیقت رب کے فضل سے ملے گی عمل تو فضل حاصل کرنے کا ایک ذریعہ و سبب ہے ۹۔ بھلائی میں جان و مال ہر طرح کی خدمات داخل ہیں' ماں باپ اگرچہ کافر ہوں مگر ان کی خدمت اولاد پر لازم ہے کیونکہ رب نے والدین مطلق فرمایا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حق الخدمت ماں کا زیادہ ہے کیونکہ ماں نے بچہ کو خون پلا کر پالا اور باپ نے زر پلا کر' یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں اگر بچہ کی پرورش نہ بھی کر سکے جب بھی حق مادری اس کا ضرور ہے کیونکہ یہاں پیٹ میں رکھنے اور جننے کو وجہ بتایا گیا' نیز اگر ماں خاوند سے اجرت لے کر بچہ کو پالے جب بھی اس کا حق ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو فرعونی اجرت پر پرورش کیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمل کی مدت انسان کے لئے کم از کم چھ ماہ ہے اور دودھ کی مدت دو سال' کل اڑھائی سال یعنی تیس مہینے' یہ ہی صاحبین کا قول ہے ان کی دلیل یہ ہی آیت ہے' امام اعظم کے نزدیک دودھ کی مدت ڈہائی سال ہے' دلائل کتب فقہ میں دیکھو ۱۲۔ (شان نزول) یہ ساری

(بقیہ صفحہ ۸۰۳) آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ دو برس کچھ ماہ حضور سے عمر میں چھوٹے تھے اٹھارہ برس کی عمر میں حضور کے ہمراہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے راہ میں ایک منزل پر قیام کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بیری کے درخت کے نیچے فروکش ہوئے' وہاں قریب ہی ایک راہب رہتا تھا۔ صدیق اکبر اس کے پاس گئے اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے' آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ ہیں۔ راہب بولا یہ سچے نبی ہیں کیونکہ اس بیری کے سایہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہ بیٹھا۔ یہ ہی نبی آخر الزمان ہیں۔ راہب کی بات صدیق اکبر کے دل میں اتر گئی اور آپ دل سے حضور پر ایمان لے آئے اور سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے' حضور کے ظہور نبوت کے وقت صدیق کی عمر شریف کچھ ماہ کم اڑتیس سال تھی' جب چالیس سال کو پہنچے تو آپ نے وہ دعا مانگی جو اس آیت میں مذکور ہے' (خزائن) صدیق اکبر ۶ ماہ شکم مادر میں رہے اور ۲ سال دودھ پیا۔ ۱۳۔ کہ انہیں صحابی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق کے ماں باپ دونوں مسلمان اور صحابی ہیں' یہ آپ کی خصوصیت میں سے ہے ۱۴۔ آپ کی یہ دعا کامل طور پر قبول ہوئی۔ آپ نے وہ نیک اعمال کئے' جو امت رسول میں سے کسی کو میسر نہ ہوئے۔ آپ حضور کے غار کے ساتھی اور جامع قرآن اور آپ اسلام کے پہلے تاجدار مسلمانوں کے تمگسار ہیں' آپ کی غار والی نیکی تمام مسلمانوں کے سارے اعمال صالحہ سے افضل ہے تاقیامت کوئی مسلمان ایسی نیکی نہ کرسکے گا' اس غار کی خدمت پر حضرت عمر اپنے سب اعمال قربان کرنے کو تیار تھے' رضی اللہ عنہما ۱۵۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی ساری اولاد مسلمان اور صحابی تھے بلکہ بعض پوتے بھی صحابی ہیں' جیسے حضرت یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہوئے۔ ایسے ہی ابوبکر صدیق چار پشت کے صحابی ہوئے کہ ماں باپ صحابی' خود صحابی' ساری اولاد صحابی کچھ نواسے اور پوتے صحابی۔ عبداللہ ابن زبیر صدیق اکبر کے نواسہ اور صحابی ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے صاحب زادہ ہیں' ابوبکر صدیق کی پڑپوتی فروہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر الصدیق امام جعفر صادق کے نکاح میں آئیں' جن سے تمام سادات کرام کی نسل چلی' لہٰذا تمام سید حضرات علی مرتضیٰ کے پوتے صدیق اکبر کے نواسے ہیں' یہ ہے اولاد کی اصلاح' اور یہ ہے آپ کی اس دعا کی قبولیت' دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں لہ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں

نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ

ہم قبول فرمائیں گے اور انکی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے ٹ

فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾

جنت والوں میں تہ سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا کہ

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ

اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اف تم سے دل پک گیا ھ کیا مجھے یہ وعدہ

وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ

دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں ک اور وہ دونوں

وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا

اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے شہ تو کہتا ہے

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ثہ یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی

فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ

ان گروہوں میں ثہ جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ

كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ

زیاں کار تھے نہ اور ہر ایک کیلئے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں لہ اور تاکہ اللہ انکے

أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

کام انہیں پورے بھر دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے

۱۔ یعنی دل و زبان سے مومن ہوں اور ہمیشہ وہ کام کروں گا جن میں تیری رضا ہو۔ آپ نے یہ وعدہ پورا کرکے دکھا دیا ۲۔ جو قبل اسلام ان سے صادر ہوئی ہوں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو اسلام سے پہلے بھی بت زنا' شراب وغیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق قطعی جنتی ہیں کہ رب کا ان سے وعدہ ہو چکا رضی اللہ عنہ' جو ان کے ایمان وتقویٰ مقبول بارگاہ ہونے میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے' دیکھو اصحاب کہف کے غار پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں ہیں اور وہ جنت میں جاوے گا تو جو مومن غار میں یار کو لے کر بیٹھے جس کا زانو قرآن والے کی رحل ہو' اس کے مراتب کا کیا پوچھنا ۴۔ اس طرح کہ دنیا ہی میں حضور نے ابوبکر صدیق کو جنت میں اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ فرما لیا بلکہ انہیں ہمیشہ کے لئے قبر میں اپنے ساتھ سلا لیا۔ ۵۔ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کافر اور ماں باپ کا نافرمان نالائق ہے اور اس کے ماں باپ مومن ۶۔ یعنی بہت سی قومیں مر چکیں ان میں سے کوئی زندہ ہو کر واپس نہ ہوئی ۷۔ وہ ضرور روز قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ

وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

اور انہیں برت چکے لہ تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا ئہ

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے تہ اور سزا اس کی کہ حکم عدولی

تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ

کرتے تھے اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو شہ کہ جب اس نے انکی سرزمین احقاف میں ڈرایا ٭

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا

اور بیشک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گزر چکے اور اس کے بعد آئے ئہ کہ

تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾

اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ئہ

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ

بولے کیا تم اس لئے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ

دیتے ہو شہ اگر تم سچے ہو اس نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے ئہ

اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہنچاتا ہوں لہ ہاں میری دانست میں تم نرے جاہل لوگ

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

ہو لہ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا انکی وادیوں

مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ

کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا تہ بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے

اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى

ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ئہ ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے ٭ تو صبح رہ گئے کہ نظر

(بقیہ صفحہ ۸۰۴) ماں باپ پر فرض ہے کہ اولاد کو راہ راست پر لگائیں ورنہ ان کی بھی پکڑ ہوگی ۸۔ ان کی اصل کچھ بھی نہیں۔ غرضیکہ بادلیل ماں باپ کی بات رد کرتا رہا ۹۔ یعنی ایسے کافروں کا حشر پچھلے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں ہر شخص اپنے ہم جنس کے ساتھ اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ اچھوں کے ساتھ حشر نصیب کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر اولاد اپنے مومن ماں باپ کے ساتھ قیامت میں نہ ہوگی۔ بلکہ کفار کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ یہ اولاد پچھلے جن و انس کفار میں شامل ہوگی' قیامت میں ایمانی رشتہ معتبر ہوگا نہ کہ محض خونی رشتہ 'کنعان' حضرت نوح علیہ السلام کا نسبی بیٹا تھا مگر رہا کفار کے ساتھ' انہیں کے ساتھ ہلاک ہوا۔ انہیں کے ساتھ دوزخ میں گیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں بروں کے ساتھ حشر ہونا بھی نقصان کا باعث ہے ۱۱۔ میدان قیامت میں ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جگہ پر کھڑا ہوگا یا جنت دوزخ میں کہ جنتی کے جتنے اعمال اعلیٰ اتنا ہی درجہ اونچا اور دوزخی کے جتنے اعمال خراب اتنا ہی اس کا طبقہ نیچا ۱۲۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں تم نے نیکیاں کی تھیں ان کے عوض تم دنیا میں آرام سے رہ لئے اب یہاں کیا چاہتے ہو' جیسے مومن سے کہا جائے گا کہ جو دنیا میں تو نے گناہ کئے تھے ان کے عوض دنیا میں تکلیف اٹھا چکا تو وہاں سے پاک و صاف ہو کر آیا اس صورت میں طیبات سے مراد کفار کے نیک اعمال ہیں' جو بظاہر طیب ہیں' دوسرا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں سب اپنے نفس کے لئے خرچ کر چکے' ان میں سے آخرت کے لئے کچھ نہ جمع کیا۔ اس صورت میں طیبات سے مراد دنیاوی مال و متاع ہے' تیسرا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنی جسمانی طاقتیں دنیا جمع کرنے میں ہی صرف کیں آخرت کی فکر نہ کی اس صورت میں طیبات سے مراد جسمانی قوتیں ہیں۔

ع ۲

۱۔ اب تمہارا حصہ یہاں کچھ نہیں' مومن اپنی چیز محض دنیا کے لئے نہیں برتتا' ہر شے سے آخرت کا حصہ نکالتا ہے۔ لہٰذا وہ وہاں چین میں ہوگا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن وقت 'مال' اولاد ہر چیز میں زکوٰۃ نکالتا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب ہوگا' مگر رسوائی اور ذلت سے اللہ اسے محفوظ رکھے گا ۳۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق تکبر برا' کفار کے مقابلہ میں اپنے کو اور اپنے دین کو بڑا سمجھنا' کفر اور کفار کو حقیر جاننا حق تکبر ہے یہ عبادت ہے' ولی کے مقابلہ میں تکبر محرومی اور نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے غرضیکہ تکبر کی تین قسمیں ہیں ہر قسم کا علیحدہ حکم ہے ۴۔ جن بزرگوں نے ترک دنیا اختیار فرمائی ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے اچھا کھا پہن سکتا ہوں لیکن میں اپنا عیش آخرت کے لئے رکھتا ہوں ۵۔ یعنی ہود علیہ السلام' جو قوم عاد سے ہی تھے' اپنی ہی قوم کے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے' دوسرے ملک سے نہ آئے تھے۔ نہ دوسری قوم سے تھے' یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنے کی اجازت تھی' لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۶۔ جو ملک یمن کے علاقہ میں حضر موت کے نزدیک ایک ریتلے میدان میں واقع ہے ۷۔ جیسے حضرت ادریس و نوح علیہ السلام جو حضرت ہود سے پہلے گزرے اور حضرت ابراہیم اور اسحاق و اسماعیل علیہما السلام' جو حضرت ہود کے بعد گزرے ان کا بھی ذکر کرو' معلوم ہوا کہ بزرگوں کا ذکر کرنا' ان کا ذکر سننا سنانا عبادت اور تبلیغ کا ذریعہ ہے' بزرگوں کے عرس منانے کا بھی یہ ہی مقصد ہے کہ اس ذریعہ سے ان کے تذکرے لوگوں کو سنائے جائیں ۸۔ علیکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام خود اپنے متعلق قیامت کے خوف سے محفوظ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ' ہاں اللہ کی عظمت و

(بقیہ صفحہ ۸۰۵) جلال کا خوف پیغمبروں کو علیٰ وجہ الکمال حاصل ہے کہ یہ قوت ایمان کی دلیل ہے' لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ کوئی اعتراض' یہاں بڑے دن سے مراد قیامت کا دن ہے جو کفار کے لئے بڑے عذاب کا دن ہے' اور مومنوں کے لئے بڑی رحمت کا دن ۹۔ یعنی قیامت کا عذاب آج ہی لاؤ یا جس عذاب کے دنیا میں آنے کا ذکر کرتے ہو وہ آج ہی لے آؤ ۱۰۔ لہٰذا میں تمہیں نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ چیزیں اسرار الٰہیہ سے ہیں جن کا اظہار منع ہے' اس حصر سے لازم نہیں آتا کہ قیامت یا عذاب کے وقت کی خبر نبی کو نہ ہو جیسے رب فرماتا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اللہ کافی وکیل ہے اس کے باوجود ہم بعض بندوں کو حاکم و وکیل مانتے ہیں ۱۱۔ یعنی میری رسالت کا مقصد شرعی احکام تم تک پہنچانا ہے نہ کہ اسرار غیبی آشکارا کرنا۔ ۱۲۔ عذاب سے ڈرنے کی بجائے الٹا عذاب جلدی مانگتے ہو۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مخالف نرا جاہل ہے اگرچہ بہت لکھا پڑھا ہو ۱۳۔ احقاف میں عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی' جب عذاب کالے بادل کی شکل میں نمودار ہوا تو یہ لوگ خوش ہوئے کہ اب خوب بارش ہو گی تو ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ ۱۴۔ یہ کلام ہود علیہ السلام کا ہے' یعنی بے وقوفو یہ بارش کا بادل نہیں بلکہ عذاب کا بادل ہے' اس پر خوشیاں نہ مناؤ بلکہ توبہ کرو' مجھ پر ایمان لاؤ' پھر آپ نے آنے والے عذاب کی تفصیل فرمائی' معلوم ہوا انبیاء کرام چیزوں کی حقیقتوں سے بھی خبردار ہیں اور آئندہ واقعات پر بھی مطلع ۱۵۔ آپ نے آنے والے عذاب اور نوعیت عذاب کا تفصیلی ذکر فرمایا تاکہ اب بھی یہ لوگ ایمان قبول کر لیں کیونکہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر ہے' مگر ان کے نصیب میں ایمان نہ تھا۔ وہ اب بھی مذاق ہی کرتے رہے۔

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ

نہ آتے تھے مگر ان کے سونے مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو ۱ اور بے شک

مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ

ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے ۲ اور ان کے لئے کان اور

اَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ

آنکھ اور دل بنائے ۳ تو ان کے کان اور آنکھیں

وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَىْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور دل کچھ کام نہ آئے ۴ جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا

اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے ۵ اور بیشک ہم نے ہلاک کر دیں

مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾

تمہارے آس پاس کی بستیاں ۶ اور طرح طرح کی نشانیاں لائے ۷ کہ وہ باز آئیں ۸

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

تو کیوں نہ مدد کی ان کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا

اٰلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾

ٹھہرا رکھا تھا ۹ بلکہ وہ ان سے گم گئے اور یہ ان کا بہتان و افترا ہے ۱۰

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ

اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے ۱۱ کان لگا کر قرآن سنتے

فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو ۱۲ پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم

مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ

کی طرف ڈر سناتے پلٹے ۱۳ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ۱۴ کہ موسیٰ کے بعد اتاری

۱۔ چنانچہ اس آندھی نے ان سب کفار کو ہلاک کر دیا' ان کے مال ہوا میں روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرتے تھے ہود علیہ السلام نے مومنوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا یہی ہوا اس کے اندر آ کر نہایت نرم اور خوشگوار ہو جاتی تھی (روح ۔ خزائن) ۔ یہ ہود علیہ السلام کا عظیم الشان معجزہ تھا' ہود علیہ السلام اس عذاب کے بعد ڈیڑھ سو سال زندہ رہے ۲۔ یعنی اے مکہ والو جتنا مال' قوت' عمر' قوم عاد کو دی گئی تمہیں نہ ملی' پھر تم کس چیز پر اکڑتے ہو' نبی کے مقابل زور کام نہیں آتا' وہاں زاری کام آتی ہے ۳۔ تاکہ ان قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کریں' انہوں نے اللہ و رسول کے مقابلہ میں یہ طاقتیں صرف کیں ۴۔ عذاب دفع کرنے میں' یا یہ اعضاء انہیں فائدہ مند نہ ہوئے' کیونکہ ان لوگوں نے ان قوتوں کو معرفت الٰہی میں صرف نہ کیا تھا (روح) معلوم ہوا کہ مومن کے اعضاء اور بدنی قوتیں سب کام آئیں گی ان کی برکت سے عذاب دفع ہوں گے' رب کی رحمتیں ملیں گی ۵۔ لہٰذا اے مکہ والو۔ تم عذاب کا مذاق نہ اڑاؤ' اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو تمام قوموں سے پیچھے پیدا فرمایا کہ ہم اس سے عبرت پکڑیں' دوسرے لوگ ہم سے عبرت نہ لیں الحمد للہ! ۶۔ جیسے حجر والے اور قوم ثمود وغیرہ جن کی بستیاں عرب کے علاقوں میں تھیں' مکہ والوں کے سفروں کے راہ میں پڑتی تھیں' ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ۷۔ آیات سے مراد یا گزشتہ قوموں کے قصے ہیں یا پیغمبروں کے معجزے' یا ان پر معمولی تکالیف یعنی ہم نے ان قوموں کو پہلے گزشتہ قوموں کے قصے سنائے' نبیوں کے معجزات دکھائے' دنیاوی تکالیف بھیجیں تا کہ ایمان لاویں' مگر جب ان تمام چیزوں سے بھی نہ ڈرے تو عذاب بھیجا ۸۔ بت پرست کہا کرتے تھے کہ بت چھوٹے خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا خدا' ان بتوں کی پوجا سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہو گا۔ اور اگر کسی وقت بڑا خدا ہم سے ناراض ہو گیا تو یہ بت ہمیں اس کے عذاب

(بقیہ صفحہ ٨٠٦) سے بچالیں گے۔ ارشاد ہوا کہ اگر یہ سچے تھے تو ان کے بتوں نے انہیں عذاب سے کیوں نہ بچایا۔ اس آیت کو اولیاء اللہ انبیاء کرام سے کوئی تعلق نہیں' اسی لئے یہاں الٰہ ارشاد ہوا' خدا کے سوا کسی کو الٰہ یا معبود ماننا شرک ہے اور خدا کے محبوب بندوں کو ولی یا وسیلہ قرب الٰہی ماننا ایمان ہے' رب فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ مقبول بندے مصیبتوں کے وقت بحکم الٰہی یقیناً" امداد کرتے ہیں' قیامت میں پہلے شفاعت کرنے والے کی تلاش ہوگی۔ بعد میں دوسرا کام۔ ٩۔ خیال رہے کہ خدا کے دشمنوں کو اپنا شفیع یا مددگار یا قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا کفر ہے اللہ کے محبوبوں کو مددگار' شفیع' قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا عین ایمان' دیکھو کعبہ کی طرف سجدہ کرنا' آب زمزم کی تعظیم ایمان ہے' بت کی طرف سجدہ کرنا' گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے رب فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ لہٰذا یہ آیت نبی' ولی پر چسپاں کرنا پوری جہالت ہے ١٠۔ حضور سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے' وہاں فرشتوں کا کلام سنتے تھے' حضور کے زمانہ میں ان کا وہاں جانا بند کیا گیا' ان پر شہاب مارے جانے لگے تب انہیں فکر ہوئی کہ دنیا میں کون آیا جس کی وجہ سے ہماری بادشاہت گئی' اس تلاش میں ان کی مختلف جماعتیں مختلف جانب نکلیں علاقہ نصیبیں کی جماعت جن میں سات یا نو جن تھے ملک عرب کی طرف آئے' جن کے نام یہ ہیں۔ سلیط' شاصر' ماصر' حاصر' حسا' مینا' علیم' ارقم' اداس' یہ لوگ سوق عکاظ پر پہنچے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ یہ وقت فجر کا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے پاس باغ میں جسے بطن' نخلہ کہا جاتا تھا۔ صحابہ کو نماز فجر پڑھا رہے تھے' ان جنات کے کانوں میں جب حضور کی قرأۃ شریف کی آواز پہنچی' تو یہ سب ٹھہر کر خاموشی سے سننے لگے مگر یہ نماز فجر وہ تھی جو سرکار بطور الہام پڑھا کرتے تھے کیونکہ جنات کا یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھتے وقت خاموش رہنا اور سننا چاہیے' یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صالحین قدرتی طور پر مسائل حقہ پر عامل ہوتے ہیں۔ دیکھو جنات نے خود بخود قرآن سننے پر خاموشی اختیار کی' حالانکہ یہ خاموشی حکم الٰہی ہے' جس کی انہیں خبر نہ تھی ١٢۔ یعنی یہ لوگ قرآن کریم سن کر خود ایمان لے آئے اور حضور نے انہیں اپنی طرف سے اس جن قوم کا نقیب مقرر فرمایا حکم کے مطابق اپنی قوم کے پاس پہنچے اور اپنی قوم کو دعوت ایمانی دینے لگے ١٣۔ یعنی قرآن شریف' معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی ہر آیت قرآن ہے کیونکہ ان جنات نے سارا قرآن نہ سنا تھا' چند آیات ہی سنی تھیں۔

بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ
گئی ٥ اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ٦ حق اور

وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ
سیدھی راہ دکھاتی ٧ اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو ٨

وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ٩ اور تمہیں دردناک عذاب سے

اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
بچالے ١٠ اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر

الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ
جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ١١ وہ کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
میں ہیں۔ کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ
اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مُردے

الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ
جلائے ١٢ کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے ١٣ اور جس دن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا
کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں نہ کہیں گے

بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝
کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا ١٤

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ
تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ١٥ اور ان کے لئے جلدی

١۔ جس میں وعظ و نصیحت کے ساتھ شرعی احکام بھی ہیں جیسے توریت شریف میں تھے' انجیل و زبور میں صرف نصیحانہ وعظ تھے' احکام شرعیہ کثرت سے نہ تھے' اس لئے انہوں نے انجیل و زبور کا ذکر نہ کیا ٢۔ توریت و انجیل و زبور کی' اس لئے یہاں صرف توریت کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ عام لفظ بولا' معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں کسی نبی یا کسی آسمانی کتاب آنے کی بشارت نہیں کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اور حضور آخری نبی' اس لئے مصدق کے ساتھ مبشرنہ فرمایا ٣۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی' یعنی شریعت اور طریقت کی جامع کتاب ہے۔ (روح) ٤۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ذات الٰہی کی طرف سارے عالم کو دعوت دیتے ہیں' پچھلے انبیاء داعی الی الصفات تھے ٥۔ اسلام سے پہلے کے گناہ حقوق العباد کے سوا اس لئے کچھ گناہ ارشاد فرمایا ٦۔ اس سے پتہ لگا کر جنات کے لئے جنت نہیں' ان کی نیکیوں کی جزا عذاب سے نجات ہے' وھو قول ابی حنیفہ' کیونکہ ان جنات نے صالحین کی جزا صرف نجات بتائی۔ اور رب نے تردید نہ

لَهُمْ ۚ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً

کرو گویا وہ جس دن دیکھیں گے ۷ جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے دنیا میں نہ ٹھہرے تھے

مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

مگر دن کی ایک گھڑی بھر ۸ یہ پہنچانا ہے۔ تو کون ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکم لوگ

اٰیَاتُهَا ۳۸ | ۴۷ سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ۹۵ | رُكُوْعَاتُهَا ۴

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ۴ رکوع ۳۸ آیات ۵۵۸ کلمے اور ۲۴۷۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ۱ اللہ نے انکے عمل برباد کئے ۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر ۳

مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ

اتارا گیا ۴ اور وہی انکے رب کے پاس سے حق ہے ۵ اللہ نے انکی برائیاں اتار دیں ۶ اور

بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ

انکی حالتیں سنوار دیں۔ یہ اس لئے کہ کافر باطل کے پیرو ہوئے ۷

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ

اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے ۸ اللہ لوگوں

اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ

سے انکے احوال یوں ہی بیان فرماتا ہے ۹ تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو ۱۰ تو گردنیں

الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا

مارنا ہے ۱۱ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کرلو تو مضبوط باندھو پھر اس کے

(بقیہ صفحہ ۸۰۷) فرمائی' ایسی کوئی آیت نہیں جس میں جنات صالحین کا جنتی ہونا صراحۃً مذکور ہو' لیکن کفار و بدکار جنات دوزخ میں ضرور جائیں گے رب فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اور کیوں نہ ہو کہ جنت تو آدم علیہ السلام کی میراث ہے ان کی اولاد کو ہی ملنی چاہیے' دیدار الٰہی صرف مومن انسانوں کے لئے ہے نہ جنات کے لئے نہ فرشتوں کے لئے' خیال رہے کہ مومن متقی جنات کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ وہ مومن انسانوں کی طرح جنتی ہوں گے دوسرے یہ کہ جنت میں تو نہ جائیں گے ہاں وہاں کی ہوا وغیرہ پائیں گے اعراف پر رہ کر' تیسرے یہ کہ وہ جانوروں کی طرح فنا کر دیئے جائیں گے' تیسرا قول زیادہ قوی ہے' دیکھو ہمارا فتاوئ ۷۔ یعنی سرکش و کافر جن اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا ضرور پکڑا جاوے گا' معلوم ہوا کہ کفار جن کو دوزخ میں عذاب دیا جاوے گا اگرچہ جنات شرعی احکام کے مکلف نہیں مگر اعمال کی جزا میں فرق ہے ۸۔ یہاں دیکھنے سے مراد غور فکر کرنا ہے نہ کہ آنکھ سے دیکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ کہ عادتاً" ایجاد مشکل ہوتی ہے' ایجاد کے بعد دوبارہ بنانا آسان' جب کفار مکہ یہ مانتے ہیں کہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں تو یہ کیوں نہیں مانتے کہ وہ مردے بھی جلا سکتا ہے' یہ تو معمولی سی بات ہے ۹۔ شی سے مراد ممکنات ہیں نہ واجب نہ محال۔ ۱۰۔ اس طرح کہ دوزخ میں جاتے وقت پہلے انہیں کنارۂ جہنم پر کھڑا کر کے بذریعہ فرشتوں کے پوچھا جاوے گا کہ بولو دوزخ برحق ہے یا نہیں' یہ سوال انہیں ذلیل کرنے کو ہو گا جو دوزخ میں جانے سے پہلے ہو گا اس لئے بعرض فرمایا گیا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب کی بڑی وجہ ان کا کفر ہے' اس کے بعد ان کی بدعملیاں بھی' یا ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی وجہ کفر ہے اسی لئے گنہگار مومن کو اگر دوزخ میں پہنچایا بھی جائے گا تو عارضی طور پر لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۲۔ اولو العزم پیغمبر پانچ ہیں' نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ حضرات جماعت انبیاء میں خصوصی شان والے ہیں' ویسے سارے ہی رسول صبر والے اور شان والے ہیں' جن کے صبر دنیا میں مشہور ہیں۔

۱۔ عذاب طلب فرمانے ہیں کیونکہ عذاب تو لامحالہ ان پر آئے گا ہی ۲۔ قیامت کے عذاب یا قبر کے عذاب یا نزع کے عذاب کو' پہلے معنی زیادہ قوی ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جسمانی راحتیں روحانی عذاب کے مقابل ایک ساعت یا اس سے بھی کم ہیں تو عاقل کو چاہیے کہ جسمانی راحت آخرت کے مقابل اختیار نہ کرے ۴۔ یعنی وہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی' ان کا عذاب دوسرے کافروں سے سخت تر ہے ۵۔ جیسے بھوکوں کو کھانا کھلانا' قیدی چھڑانا' غریبوں کی مدد، خانہ کعبہ کی خدمت وغیرہ جن پر کفار مکہ ناز کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں' جیسے وضو کے بغیر نماز' ۶۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار جگہ حضور کا نام محمد لیا۔ باقی ہر جگہ آپ کو اوصاف سے یاد فرمایا ہے' ان چار میں سے ایک جگہ یہ ہے' چونکہ ایمان لاتے وقت مومن کو حضور کا نام لینا ضروری ہے' صرف وصف سے یاد کر لینا کافی نہیں' اسی لئے کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کہنا لازم ہے' نیز شاید کوئی کہہ دیتا کہ قرآن حضور محمد مصطفیٰ پر نہیں آیا۔ کسی اور نبی پر آیا ہے' ان وجوہ سے رب نے نام لے کر فرمایا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ دوسری جگہ ارشاد ہوا محمد رسول اللہ۔ تیسری جگہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ چوتھی جگہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے تمام ان چیزوں کا ماننا ضروری ہے جو حضور رب کی طرف سے لائے' اگر ایک کا بھی انکار کیا کافر ہوا جیسے کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا' خواہ بذریعہ قرآن ہم تک پہنچی ہو' یا

(بقیہ صفحہ ۸۰۸) بذریعہ حدیث شریف' اسی لئے یہاں قرآن نہ فرمایا بلکہ مَانُزِّلَ فرمایا' اگر کوئی تعداد نماز کا انکار کرے تو کافر ہے حالانکہ یہ قرآن میں نہیں ۸۔ خیال رہے کہ یہاں دوسرے ایمان کا عطف پہلے ایمان پر ایسا ہے جیسے تمام فرشتوں پر حضرت جبرئیل کا عطف محض عظمت شان کی بنا پر ہے۔ کیونکہ حضور پر ایمان لانا ہی ایمان ہے' حضور کا انکار کرکے توحید وغیرہ سب باطل محض اور دوزخ کا راستہ ہے ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ ایمان سے زمانۂ کفر کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ مگر نیکیاں نہیں مٹتیں' وہ سب باقی رہتی ہیں۔ خیال رہے کہ سیئات گناہوں کو کہتے ہیں۔ حقوق العباد دوسری چیز ہیں۔ لہٰذا ایمان لانے سے زمانۂ کفر کے قرض وغیرہ معاف نہیں ہوں گے' تو مسلم کو کفر کے زمانہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے ۱۰۔ شیطان کے یا نفس امارہ کے یا برے سرداروں کے' لہٰذا ان کے سارے کام باطل ہوئے۔ ۱۱۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' خیال رہے' کہ اجماع امت اور قیاس مجتہدین سنت سے ملحق ہے یا حق سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل شریف برحق ہے۔ حق حضور سے ایسا وابستہ ہے جیسے نور سورج سے' یا خوشبو پھول سے ۱۲۔ کفار سے کافروں کی مثالیں اور مومنوں سے مومنوں کی مثالیں۔ بیان فرماتا ہے۔ تاکہ لوگ کفار کی خصلتوں سے بچیں اور مومنین کے طریقے اختیار کریں ۱۳۔ یعنی جہاد میں جنگجو کفار کی رعایت نہ کرو' بلکہ اولاً تو انہیں خوب قتل کرو پھر جو بچیں رہیں کہ ہتھیار ڈال دیں انہیں قید کرلو' پھر تمہیں اختیار ہے کہ احسان کرکے چھوڑ دو۔ یا مالی فدیہ لے کر آزاد کردو۔

مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ

بعد چاہے احسان کرکے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو یہاں تک لڑائی اپنا بوجھ

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَا

رکھ دے ۲ بات یہ ہے اور اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے بدلہ لیتا ۳ مگر اس لئے کہ تم میں

بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَنْ

ایک کو دوسرے سے جانچے ۴ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ۵ اللہ ہرگز

يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿۵﴾ وَ

ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا ۶ جلد انہیں راہ دے گا اور ان کا کام بنا دے گا ۷ اور

يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ

انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرادی ہے ۸ اے ایمان والو اگر تم دین

تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ وَالَّذِينَ

خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا ۹ اور تمہارے قدم جمادے گا ۱۰ اور جنہوں

كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

نے کفر کیا تو ان پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے ۱۱ یہ اس لئے کہ انہیں

كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

ناگوار ہوا جو اللہ نے اتارا ۱۲ تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا تو کیا انہوں نے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ

زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا ۱۳

قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ

اللہ نے ان پر تباہی ڈالی ۱۴ اور ان کافروں کے لئے بھی ویسی کتنی ہی ہیں ۱۵ یہ اس لئے

بِأَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلٰى

کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ

ع ۱۳

ا۔ خیال رہے کہ احسان و فدیہ کا حکم اس آیت سے منسوخ ہے۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ اب کفار قیدیوں کو یا قتل کیا جاوے گا یا غلام بنایا جاوے گا' حضور نے فتح مکہ کے دن ابن خطل کو نہ فدیہ لے کر چھوڑا' نہ احسان فرما کر' بلکہ اسے قتل کرادیا' ابوبکر صدیق سے بھی ایک قیدی نے احسان یا فدیہ کی درخواست کی' آپ نے منظور نہ فرمائی (روح) یہ ہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے ۲۔ کہ جنگ ختم ہوجاوے یا اس طرح کہ کفار اسلام قبول کریں' یا اطاعت' تو پھر نہ انہیں قتل کرو نہ قید ۳۔ کہ ان پر غیبی عذاب بھیج دیتا جیسے گزشتہ امتوں پر بھیجے' مگر اس صورت میں تم کو جہاد کا ثواب نہ ملتا' اس لئے رب نے تمہیں جہاد کا حکم دیا ۴۔ یعنی حکم جہاد اس لئے دیا گیا تاکہ کافروں کے ذریعہ مومنوں کی جانچ کی جاوے کہ کون کتنا بہادر ہے' مارنے والے غازی ہیں' مرنے والے شہید' معلوم ہوا کہ بہت سی عبادتیں کفار پر موقوف ہیں' کفر و کفار برے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں ۵۔ اسلامی جہاد میں اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے' معلوم ہوا کہ ملک گیری کے لئے جنگ جہاد نہیں' جہاد میں خالص خدمت دین کی نیت چاہیے ۶۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی' جب مسلمان بہت شہید و زخمی ہوئے' فرمایا گیا کہ ان شہداء کی شہادت رائیگاں نہ جاوے گی ۷۔ کہ اس شہادت کی برکت سے انہیں جانکنی کی تکلیف بالکل نہ ہوگی' حساب قبر نہ ہوگا۔ شہید اپنے اہل قرابت کی شفاعت کرے گا۔ اور بلند درجوں اور جنت کی طرف راہ دکھائے گا' شہید قتل ہوتے ہی رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے کہ کچھ تمنا کر' اسی لئے اسے شہید کہتے ہیں' یعنی رب کے حضور حاضر ۸۔ شہید جنت میں ایسا جاوے گا جیسے ہمیشہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے گھر بار بیوی' خادموں کو جانتا پہچانتا ہوگا یہ يَهْدِيهِمْ کا

لَهُمْ ﴿١١﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نہیں لے بے شک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ٹ

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ٹ اور کافر برتتے

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى

ہیں ٹ اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں ۵ اور آگ میں ان کا ٹھکانا

لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ

ہے ٹ اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے قوت میں زیادہ تھے جس نے تمہیں

الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ اَفَمَنْ كَانَ

تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک فرمایا تو انکا کوئی مددگار نہیں ٹ تو کیا جو اپنے

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ

رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ٹ اس جیسا ہوگا جس کے برے عمل اسے بھلے دکھائے

اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے ٹ احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ

اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں ٹ جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں

يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ

جس کا مزہ نہ بدلا ٹ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے ٹ

مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ٹ اور انکے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں ٹ

وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا

اور اپنے رب کی مغفرت ۵ کیا ایسے چین والے انکی برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا

(بقیہ صفحہ ۸۰۹) بیان ہے ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں' جب کہ رب غنی ہو کر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ استمداد سے کیسے بے پرواہو سکتا ہے' اللہ کی مدد سے مراد اللہ کے رسول اور اس کے دین کی مدد ہے' رب کا مدد فرمانا مسلمانوں کو کامیابی دینا' انہیں درجات بخشنا ہے' معلوم ہوا کہ جہاد صرف دینی خدمت کے لئے چاہیے ۱۰۔ جہاد کفار میں اور مناظرہ میں اور پل صراط پر غرضیکہ جہاد میں دینی اور دنیاوی بے شمار منافع ہیں ۱۱۔ یہاں کفر کے دو نتیجے بیان ہوئے' دنیا میں خواری و رسوائی۔ آخرت میں نیک اعمال خیرات و صدقات وغیرہ کی بربادی' خیال رہے کہ کافر کو دنیا میں اگر ظاہری عزت مل جائے تو وہ عارضی ہے اور مسلمانوں پر تکلیف آ جائے تو وہ بھی اتفاقیہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ۱۲۔ کہ انہوں نے حضور کے نبی ہونے کو ناپسند کیا' شرعی پابندیاں برداشت نہ کر سکے' اس لئے انہیں برا جانا' نفس کو آزاد رکھنا چاہا' آزاد بکری کو بھیڑیا کھاتا ہے۔ ۱۳۔ کہ قوم ثمود عاد وغیرہ پر دنیا میں عذاب آئے' جن کی ویران بستیاں یمن کے علاقہ میں اب تک موجود ہیں' جنہیں یہ لوگ اپنے سفروں میں دن رات دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھنے کے لئے وہاں سفر کر کے جانا جائز ہے تا کہ خوف خدا نصیب ہو' لہٰذا مقبولوں کی بستیوں میں سفر کر کے جانا وہاں ان کی محبوبیت کے نظارے کرنا بھی جائز ہے ۱۴۔ انہیں ان کی اولاد ان کے اموال سب کچھ برباد کئے ۱۵۔ یعنی ان موجودہ کفار کا بھی یہ ہی انجام ہو سکتا ہے' اگر یہ آپ پر ایمان نہ لائے۔

ا۔ یہاں مولیٰ بمعنی دوست یا مددگار ہے یعنی کفار کا دوست یا مددگار کوئی نہیں نہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے جھوٹے مددگار نہ دوست و آشنا عذاب آنے پر سب بھاگ جاتے ہیں' مومن کے مددگار اللہ تعالیٰ بھی ہے' اور اس کے مقبول بندے بھی' رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۲۔ یا تو خود اچھے کام کرے یا اچھوں کے تابع ہو جیسے مسلمانوں کے نا سمجھ بچے ۳۔ جنت میں نہر ہے بحر یا دریا نہیں' چند وجہ سے ایک یہ کہ نہر قبضہ میں ہوتی ہے بحر قبضہ میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ نہر میں حسن ہوتا ہے بحر ٹیڑھی حسن سے خالی' تیسرے یہ کہ نہر صرف مفید ہوتی ہے مگر بحر سیلاب سے نقصان بھی پہنچا دیتی ہے' چوتھے یہ کہ نہر گھروں میں لائی جا سکتی ہے' بحر نہیں آتی' یہاں انہار جمع اس لئے فرمایا گیا کہ جنت میں چار نہریں ہوں گی' دودھ کی' شراب طہور کی' شہد خالص کی اور پانی کی جن کا حسن ہمارے خیال سے باہر ہے ۴۔ کفار دنیا کی نعمتیں کچھ روز برت کر چھوڑ جاتے ہیں مومن دنیاوی نعمتوں کو آخرت کا وسیلہ بنا کر ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ اس کے صدقے و خیرات قبر میں بھی اسے فائدہ پہنچاتے ہیں کھا پی کر جو رب کی عبادت کی وہ محشر میں بھی کام آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے ۵۔ معلوم ہوا کہ جو شخص حلال حرام میں فرق نہ کرے جو سامنے آ جائے کھا لے جانور کی طرح بلکہ جانور سے بھی بدتر ہے کہ وہ بے عقل ہیں یہ عقل والا ہے پھر بھی وہ سونگھ کر منہ ڈالتے ہیں اور یہ ویسے ہی' نیز جو صرف جسمانی راحت کے لئے کھائے وہ جانور ہی ہے' مومن رب کی عبادت کے لئے کھاتا ہے ۶۔ یعنی کفار کی روزی کا نتیجہ دوزخ کی آگ ہے جیسے جانور کو کھلا پلا کر ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے روزی کھا کر کفر کیا ہے۔ (شان نزول) یہ آیت کریمہ ہجرت کی حالت میں نازل ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہجرت کے دن مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو مکہ معظمہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مجھے مشرکین نہ نکالتے تو میں تجھ سے کبھی نہ نکلتا' اس موقعہ پر یہ آیت آئی لہٰذا یہ آیت مکیہ ہے جو مدنیہ سورت میں مذکور ہے یا کہا جاوے کہ جو آیت راستہ میں

(بقیہ صفحہ ۸۱۰) ہجرت کی حالت میں اتری وہ بھی مدنیہ ہے' خیال رہے کہ ہجرت سے پہلے حضور کو مکہ معظمہ سے بہت محبت تھی۔ پھر مدینہ منورہ سے زیادہ محبت ہو گئی نسیم الریاض میں ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ افضل تھا' بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے یہ ہی مذہب مالکی ہے ۸۔ اس سے سارے مسلمان مراد ہیں' جن کے عقاید و اعمال کتاب و سنت اجماع و قیاس مجتہدین سے ثابت ہیں' مومن کو اپنے دین کی حقانیت پر کامل یقین ہوتا ہے' کافر کو اپنے دین پر یقین نہیں ہوتا' کفار بیماری میں مسلمانوں سے دم درود کراتے ہیں' مزارات اولیاء سے فیض لیتے ہیں' دیکھو بدایوں' کچھوچھہ مقدسہ اور اجمیر شریف جا کر جہاں بڑے بڑے کفار مزارات اولیاء پر حاضری دے کر فیض پاتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ کفار کے عقاید و اعمال نفسانی خواہشات سے گھڑے ہوئے ہیں' خواہ خود انہوں نے گھڑے ہوں یا ان کے پیشواؤں نے' ان کے پاس وحی کی دلیل نہیں' اس لئے کافر قبر میں اپنا دین بھول جاتا ہے' مومن کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ۱۰۔ ہر گھر میں پانی کی ایک نہر ساری جنت میں بے شمار نہریں ہیں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کہ پانی کی چند نہریں نہ ہوں گی۔ ۱۱۔ بخلاف دنیا کے کہ یہاں کے پانی اور دودھ کچھ دیر رہنے سے بگڑ جاتے ہیں' مزا بدل جاتا ہے بو پیدا ہو جاتی ہے۔ وہاں کروڑوں برس سے یہ نہریں ہیں اور ابدالاباد تک رہیں گی' مگر نہ بگڑیں نہ بدلیں' جیسے سورج و چاند کہ لاکھوں برس سے کام کر رہے ہیں مگر کبھی مرمت کے لئے کارخانے نہ گئے نہ نور میں کچھ فرق آیا ۱۲۔ یعنی وہاں کی شراب صرف لذت کے لئے ہو گی نہ بدمزہ ہو نہ بدبودار' نہ نشہ دے' نہ سر میں درد پیدا کرے جیسے کہ دنیاوی شراب میں یہ ساری خرابیاں ہیں ۱۳۔ دنیا کی شہد کی طرح اس میں موم کی آمیزش نہ ہو گی نہ مکھی کے پیٹ سے نکلے' مصفّٰی کے معنی ہیں پیدائشی صاف' یہ معنی نہیں کہ پہلے مخلوط تھا پھر صاف کیا گیا ۱۴۔ یعنی جنت میں ہر قسم کے مزیدار پھل ہیں جو وہاں ہمیشہ ہوں گے' نہ موسم کی پابندی' نہ کھانے پر کوئی روک ٹوک' دنیا میں ایک جگہ سارے پھل نہیں ہوتے' ہر زمانہ میں نہیں ہوتے' پھر سب کو موافق نہیں ہوتے۔ مِن سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے باوجود بہت کثرت کے خزانہ قدرت میں سے بعض ہیں۔ لہٰذا مِن تبعیضیہ اور کل میں کوئی تعارض نہیں' مِن بھی درست ہے' کل بھی درست ۱۵۔ گزشتہ خطاؤں' گناہوں کی معافی اور آئندہ ہر چیز کھانے کی عام اجازت کوئی شرعی پابندی نہیں۔

ا۔ خیال رہے کہ دوزخ میں ہیشگی اور کھولتا پانی پلانا کفار کے لئے ہو گا' مومن گنہگار ان چیزوں سے انشاء اللہ محفوظ ہو گا۔ یہ کھولتا پانی اور تکلیف دہ غذائیں اس کی سزا ہیں کہ کفار دنیا میں ہر حرام چیز جائز سمجھ کر کھا جاتے ہیں مومن اگر حرام چیز کھاتا پیتا بھی ہے' تو اسے حرام سمجھ کر اپنے کو مجرم جانتے ہوئے' اگر حلال جان کر کھائے تو کافر ہے ۲۔ یعنی بعض منافق تمہارے وعظ میں شرکت کرتے ہیں اور تمہارا کلام بظاہر غور سے سنتے ہیں' تا کہ لوگ انہیں مخلص مسلمان سمجھیں ۳۔ علماء صحابہ جیسے عبداللہ ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہم رضوان اللہ علیہم پوچھتے ہوئے کہتے ہیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ حضور کے کلام کو سمجھنا چاہتے ہیں' غرضیکہ ان کا آپ کی مجلس میں آنا' کلام سننا' یہ پوچھنا سب کچھ تقیہ ہے ۴۔ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق یا اہانت کے لئے ہے' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے کلام کا مذاق اڑانا کفر و نفاق ہے' یا یہ سوال تردید کے لئے ہے' یعنی انہوں نے ابھی کیا کہا کچھ بھی نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے کلام کی توہین کفر ہے ۵۔ یعنی ان کے کفر و نفاق کی وجہ سے اب ان کے دل کا حال یہ ہو گیا کہ حق قبول کرنے کے

بقیہ صفحہ ۹۶۷ پر

مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ
اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے ا اور ان میں سے بعض

حَتَّىٰٓ إِذَا خَرَجُوا۟ مِنْ عِندِكَ قَالُوا۟ لِلَّذِينَ أُوتُوا۟ الْعِلْمَ
تمہارے ارشاد سنتے ہیں ۲ یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جائیں علم والوں سے

مَاذَا قَالَ ءَانِفًا ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
کہتے ہیں ۳ ابھی انہوں نے کیا فرمایا ۴ یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ۵

وَاتَّبَعُوٓا۟ أَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا۟ زَادَهُمْ هُدًى
اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے ۶ اور جنہوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ

وَءَاتَىٰهُمْ تَقْوَىٰهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم
فرمائی اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی ۸ تو کاہے کے انتظار میں ہیں ۹ مگر قیامت

بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَآءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَآءَتْهُمْ
کے کہ ان پر اچانک آ جائے کہ اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں ۱۰ پھر جب وہ آ جائے

ذِكْرَىٰهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ
گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا ۱۱ تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں ۱۲ اور اے

وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَٰتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ
محبوب اپنے خاصوں اور عام ۱۳ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو ۱۴ اور

مَثْوَىٰكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ
اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا ۱۵ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ

فَإِذَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ
اتاری گئی ۱۶ پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا

رَأَيْتَ الَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ
تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے ۱۷ کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں

ا۔ یعنی حکم جہاد سن کر منافقوں کی آنکھیں ڈگمگاتی اور تیرتی ہیں جیسے موت کے وقت فرشتوں کو دیکھ کر مرنے والے کی آنکھیں تیرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ منافق کم ہمت اور مومن بہادر ہوتا ہے۔ ۲۔ یعنی ہر حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں خواہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔ دل چاہے یا نہ چاہے' حضور کی بارگاہ میں عقل قربان کر دیتے ۳۔ یعنی جہاد کا قطعی فیصلہ ہو گیا اب منسوخ بھی نہ ہو گا خواہ منافق راضی ہوں یا ناراض ۴۔ ہر طرح کہ مار آئے تو غازی' مرجائے تو شہید لٹ جائے تو روزہ' لوٹ لائے تو عید ۵۔ اے منافقو اگر ہم تم کو سلطنت دے دیں تو تم رشوتیں لے کر ایک دوسرے پر ظلم کر کے آپس میں لڑ بھڑ کر زمین میں فساد پھیلا دو گے' کیونکہ تم دنیا کے حریص' دین میں ست ہو ۶۔ یہ تمام عیوب منافقوں کے ہیں جو جہاد سے جان چراتے تھے اور غنیمت تقسیم ہوتے وقت سب سے آگے ہوتے تھے ۷۔ یعنی جن کے دلوں میں نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ قرآن کی ہدایت ان کے دل میں اترتی ہے قفل کھلے تو ھدایت داخل ہو۔ ۸۔ اس سے مراد یا کفار اہل کتاب ہیں جو پہلے حضور کو مانتے تھے اپنی کتب کے ذریعہ پھر حضور کی تشریف آوری کے بعد آپ کے منکر ہو گئے' یا وہ منافقین ہیں جو حضور کا وعظ سن کر بھی ہدات پر نہ آئے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس انسانوں کو دو طرح دھوکا دیتا ہے' ایک یہ کہ برے اعمال کو ان کی نگاہ میں اچھا کر کے دکھاتا ہے' دوسرے یہ کہ اسے سمجھاتا ہے کہ ابھی تیری عمر زیادہ ہے عیش کر' مرنے کے قریب توبہ کر لینا۔ مومن عاقل ہر سانس کو آخری سانس سمجھ کر نیک کام میں جلدی کرتا ہے۔ پہلا فریب دوسرے فریب سے سخت تر ہے ۱۰۔ قالوا کا فاعل یا منافقین ہیں یا اہل کتاب کفار جن کا ذکر ہو رہا ہے اور کرھوا کا فاعل کھلے کفار و مشرکین ہیں ایک کام سے مراد حضور کی مخالفت ہے یعنی منافق و اہل کتاب مشرکین سے کہتے ہیں کہ اگرچہ تمہارا دین اور ہے ہمارا دین کچھ اور' لیکن اسلام کے مٹانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ سب مل کر اسلام کو مٹا لیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلہ میں تمام کفار ایک ہیں' انہوں نے غزوۂ خندق میں یہ کر کے دکھا بھی دیا مگر اللہ تعالی نے مدد فرمائی' اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وان قوتلتم لننصرنکم ۱۱۔ لہٰذا ان سب کو سزا دے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ایمان پر قائم رہیں تو تمام دنیا کے کفار ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کافر کو مرتے وقت گرزوں سے مارتے ہیں' کافر پٹ کر مرتا ہے پھر بعد مرنے کے بھی پٹتا ہے۔

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَ

جس پر مردنی چھائی ہو لہ تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ

اچھی بات کہتے لہ پھر جب حکم ناطق ہو چکا لہ تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا

خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا

بھلا تھا لہ تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ

فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو لہ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے

اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں لہ تو کیا وہ قرآن کو

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا

سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں لہ بیشک وہ جو اپنے پیچھے

عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ

پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی لہ شیطان نے

سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا

انہیں فریب دیا اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی لہ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا

مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ناگوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں گے لہ اور

إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے لہ تو کیسا ہو گا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے ان کے

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ

منہ اور ان کی پیٹھیں مارتے ہوئے لہ یہ اس لئے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ

ا۔ یعنی ان سب نے رب کو ناراض کرنے والے کام کئے حضور کی مخالفت اور اسلام مٹانے کی کوشش کی۔ ۲۔ یعنی چونکہ کفار نے رب کو راضی کرنے والے کام نہ کئے اس کی ناراضگی کے کام کئے لہٰذا ان کے صدقات و خیرات وغیرہ سب برباد ہو گئے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جن لوگوں سے راضی نہ ہوں' ان کے کاموں سے بھی راضی نہیں ہوتے کام کی قبولیت کام والے کی قبولت کا نتیجہ ہے ۳۔ یعنی ابھی تو منافقین کا نفاق چھپا ہے مگر چھپا نہ رہے گا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور سے کوئی منافق چھپا نہ رہا حضور ہر منافق کو چہرے سے پہچان لیتے تھے (خزائن) ۴۔ اس طرح کہ قیامت کے دن کی طرح آج ہی ان کے منہ کالے'

وَكَرِهُوا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ

کی ناراضی ہے ۱ اور اس کی خوشی انہیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے ۲

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ

کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے بیر ظاہر نہ فرمائے گا

نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

۳ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو ۴ اور ضرور تم

الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ

انہیں ۵ بات کے اسلوب میں پہچان لوگے ۶ اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے اور ضرور ہم تمہیں

الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا

آزمائیں ۷ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ۸ اور رسول کی

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ

مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی ۹ وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان ۱۰

شَيْــــًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا

نہ پہنچائیں گے ۱۰ اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا اے ایمان والو ۱۱ اللہ کا

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ۱۲ اور اپنے عمل باطل نہ کرو ۱۳ بیشک جنہوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ۱۴ پھر کافر ہی مر گئے

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ڰ وَاَنْتُمُ

تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۱۵ تو تم سستی نہ کرو اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ ۱۶ اور تم ہی

ہونٹ نیلے ہو جاویں اور ہر جگہ رسوا ہو جائیں' اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ ان کے علانیہ رسوا کرنے کی نفی ہے یہ بھی حضور کی رحمت ہے' خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر منافق کو جانتے پہچانتے تھے' آپ کے بتانے سے صحابہ بھی جانتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پہچان تھی۔ لہٰذا آیت لا تعلمهم نحن نعلمهم یا تو منسوخ ہے یا اس میں تغلیظ ہے جیسے کہ بدمعاش کے متعلق کہا جائے کہ اسے تم نہیں جانتے۔ یہ بڑا بدمعاش ہے' اسے تو میں ہی جانتا ہوں' حضور کے صدقہ سے آج بھی بعض مومن کافر اور مومن کو پہچان لیتے ہیں ۶۔ یعنی اگرچہ منافق اپنا نفاق چھپانے کے لئے کتنی ہی خوشامد کی باتیں کرے مگر اے محبوب تم اس کے لب و لہجہ سے ہی پہچان لوگے کہ یہ اوپرے دل سے کہہ رہا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جہاں اور علوم بخشے وہاں یہ بھی علم دیا کہ حضور ہر مخلص و منافق کی صورت دیکھ کر' لب کی جنبش ملاحظہ فرما کر پہچان لیتے تھے (خزائن) روح البیان نے فرمایا کہ اولیاء اللہ سچے جھوٹے مرید کو جانتے ہیں ۷۔ یعنی تمہارا اپنے منہ سے کہنا کہ ہم مخلص مومن ہیں' خبریں ہیں' ان خبروں کی تصدیق یا تکذیب تمہارے عمل کریں گے' خیال رہے کہ رب کا بندوں کو جانچنا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوق پر ظاہر کرنے کے لئے ہے' معلوم ہوا کہ حضور کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہیں ۸۔ یعنی خود بھی کافر رہے دوسروں کو بھی کافر رکھا' اسلام سے روکا۔ معلوم ہوا کہ کافر گر کا عذاب بہت سخت ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ نادانی سے کافر رہنے والے کی سزا نرم ہے دیدہ دانستہ کفر کرنے والے سے یا تو اہل کتاب کفار مراد ہیں' یا منافقین یا عام کفار عرب' کیونکہ ان سب پر حضور کی نبوت ظاہر ہو چکی تھی ہزارہا معجزات دیکھ چکے تھے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی رسول اللہ کو نقصان نہ پہنچائیں گے جیسے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یخادعون اللہ الخ۔ یعنی رسول اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں ۱۱۔ اس ندا سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عبادات اسلامیہ فرض نہیں' پہلے ایمان لاؤ پھر روزہ نماز کرو' دوسرے یہ کہ مومنوں کے خطاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخل ہونا ضروری نہیں' دیکھو اس خطاب میں حضور داخل نہیں ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کے احکام ماننا بھی فرض ہیں' کیونکہ اطاعت رسول کا علیحدہ حکم دیا گیا دوسرے یہ کہ اللہ کی اطاعت صرف فرمان میں ہے رسول کی اطاعت فرمان میں بھی ہے ان کے افعال طیبہ میں بھی اس لئے دو جگہ اطاعت کا ذکر ہوا' بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں' ایسے ہی ایمان کی برکت سے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا' مسلمان جو چاہے کرے ان کے متعلق یہ آیت آئی ۱۳۔ معلوم ہوا کہ نیک عمل شروع کرنے کے بعد نہ توڑے' نفل نماز جب شروع کر دی جاوے تو اس کا توڑنا حرام ہے' فقہا فرماتے ہیں کہ ہر نفل شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے' ان کی

اَلْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا

غالب آؤ گے ؀ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ

دے گا ؀ دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے ؀ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو

اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا

وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا ؀ اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا ؀ اگر

فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ

انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کر دے گا ؀

تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ

ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ؀ تو تم میں کوئی بخل کرتا

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ

ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے ؀ اور اللہ بے نیاز ہے

وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ

اور تم سب محتاج ؀ اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا

ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ؀

اٰیاتہا ٢٩ | ٤٨ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ١١١ | رکوعاتہا ٤

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ۴ رکوع ۲۹ آیات ۵۶۰ کلمات ۲۴۵۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی ؀ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے ؀

(بقیہ صفحہ ۸۱۳) دلیل یہ آیت ہے اور حضور کا وہ عمل کہ اپنے نفلی عمرہ کا احرام باندھا مگر ادا نہ کر سکے اور حدیبیہ میں کفار سے صلح ہو گئی تو سال آئندہ قضا کی ۱۴۔ یا اس طرح کہ لوگوں کو ایمان سے روکا یا مومن کو نیک اعمال سے روکا۔ معلوم ہوا کہ نیکی سے روکنا بڑا جرم ہے موجودہ وہابیوں کو عبرت چاہیے جو ہمیشہ بھلائی سے لوگوں کو روکتے ہیں گناہ سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص زندگی بھر کافر رہا۔ مرنے سے کچھ پہلے ایمان لے آیا وہ مغفور ہے اور اگر عمر بھر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو دوزخی ہے' اللہ محفوظ رکھے ۱۶۔ یعنی اے مسلمانو کفار کے مقابلہ میں سستی نہ دکھاؤ اور بلا ضرورت کفار سے صلح کی درخواست نہ کرو جس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہو لہٰذا نہ تو آیت منسوخ ہے اور نہ وہ آیت وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ ۱۷۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کفار خود صلح کی پیشکش کریں اور صلح میں تمہاری مصلحت ہو یا تمہیں صلح کی ضرورت ہو تو ان سے صلح کر لو۔

۱۔ اگر تم مومن ہو دوسری جگہ رب کا ارشاد ہے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ۲۔ ہر وقت خصوصاً جہاد میں رب تمہارے ساتھ ہے تم اس پر توکل کرو اپنی کمی سے نہ ڈرو' اگر تم شہید ہوئے تو بھی جیتے اگر فتح پا گئے تو بھی جیتے ۳۔ دنیا کی زندگی وہ ہے جو غفلت میں گزرے یہ زندگی بہت جلد گزرنے والی ہے اس میں مشغولیت نقصان دہ ہے' جو زندگی اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت میں گزرے وہ دینی زندگی ہے ۴۔ یعنی اگر تم مومن متقی ہو' تو تمہارا ہر عمل سونا' جاگنا' چلنا پھرنا تمہارے لئے باعث ثواب ہو گا' سب عبادت میں شمار ہو گا ۵۔ سارے مال خیرات کرنے کا حکم نہ دے گا بلکہ بعض کا جیسے چالیسواں حصہ زکوٰۃ۔ عام مومنوں کو سارا مال خیرات کر دینا منع ہے لہٰذا بعض مال خوشی سے خیرات کیا کرو ۶۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تم پر تمام مال کی خیرات فرض فرما دیتا تو تم میں سے اکثر لوگ نہ کر سکتے' جس سے تمہارے دلوں میں گندگی پیدا ہوتی اور تم بدنام بھی ہوتے' اس لئے رب نے کچھ حصہ خیرات کرنے کا حکم دیا ۷۔ اس جگہ جہاں خرچ کرنا فرض ہے جیسے زکوٰۃ اور جہاد کی بعض صورتوں میں ضرور خرچ کرو۔ اگر مال خرچ کرنا پڑے تو وہ خرچ کرو اور اگر جان خرچ کرنا پڑے تو وہ کرو۔ ۸۔ یعنی جو بخیل فرائض صدقات ادا نہیں کرتا' وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑتا' اپنی ہی بگاڑتا ہے کیونکہ بخل کا وبال اس پر ہی پڑے گا کہ دنیا میں بخل سے مال برباد یا بے برکت ہو گا آخرت میں یہ مال وبال بن جائے گا کہ بخیل کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اپنے مالک کو ڈسے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۹۔ خیال رہے کہ سارے بندے شاہ و گدا اللہ کے محتاج ہیں مگر بعض بندے بعض بندوں کے محتاج اور بعض ان کے محتاج الیہ' جیسے فقیر مالدار کا حاجت مند ہے اور سارا جہان حضور کا محتاج لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حضور غنی ہیں بلکہ جس کو چاہیں غنی کر دیتے ہیں ۱۰۔ علماء فرماتے ہیں کہ تَتَوَلَّوْا سے کفار مکہ اور قَوْمًا غَيْرَكُمْ سے انصار مدینہ مراد ہیں دیکھو کہ سرداران قریش نے اسلام کی خدمت نہ کی' تو رب نے دین کی خدمت کے لئے مدینہ منورہ کے انصار کو کھڑا کر دیا' دین ہمارا محتاج نہیں۔ ہم دین کے محتاج ہیں' دین ہم سے پہلے بھی تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا اگر رب ہمیں خدمت دین کی توفیق دے دے تو اس کی بندہ نوازی ہے ۱۱۔ پوری سورۃ فتح کراع غمیم میں نازل ہوئی' جو مکہ معظمہ سے دو منزل پر واقع ہے' عسفان کے پاس اس کے نزول صلح حدیبیہ کے بعد حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت ہوا۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے' اس سورت کے نزول پر

(بقیہ صفحہ ۸۱۴) صحابہ نے حضور کو مبارکبادیاں پیش کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم جماعت صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ گئے' وہاں عمرہ ادا کیا' سر منڈائے' صحابہ کرام کو اس خواب کی خبر دی جس سے وہ سب حضرات بہت خوش ہوئے اور حضور چودہ سو صحابہ کے ساتھ یکم ذیقعد ۶ھ کو روانہ ہوئے' راہ میں بہت سے معجزات صحابہ نے دیکھے' مقام عسفان پہنچ کر معلوم ہوا کہ کفار مکہ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ حضور نے عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر نزول اجلال فرمایا۔ ادھر کفار کی طرف سے کئی آدمی تحقیق حال کے لئے مسلمانوں کے پاس آئے' سب نے جا کر کفار سے یہ ہی کہا کہ حضور جنگ کرنے نہیں آئے' عمرہ کرنے آئے ہیں' اور حضور نے اپنی طرف سے حضرت عثمان غنی کو مکہ معظمہ بھیجا۔ جس کا واقعہ آخری سوت میں آ دے گا۔ آخر کار بہت ردو قدح کے بعد حسب ذیل شرطوں پر صلح ہوئی (۱) اس سال حضور واپس جائیں' سال آئندہ عمرہ کے لئے تشریف لاویں اور تین دن مکہ معظمہ میں قیام فرما کر لوٹ جاویں' کھلے ہتھیار نہ لاویں (۲) جو کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جاوے اسے ہمارے حوالے کر دیا جاوے' لیکن جو مسلمان مرتد ہو کر ہم میں آ جاوے ہم اسے واپس نہ کریں گے اور اگر ہمارے حلیف آپس میں لڑیں تو کوئی اپنے حلیف کی مدد نہ کرے۔ حضور نے یہ شرائط منظور فرمائیں' اس صلح کا نتیجہ بہت اچھا ہوا' اور یہ صلح ہی فتح مکہ کا سبب بنی' اس صلح کو رب نے فتح فرمایا ۱۲۔ یعنی فتح مکہ کے سبب سارے مکہ والے اسلام قبول کر کے تمہارے امتی بن جاویں اور اسلام کی برکت سے تمہارے توسل سے اگلے گناہ معاف ہوں' لہٰذا صلح ان کے اسلام کا ذریعہ ہے اور اسلام مغفرت کا ذریعہ۔

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ
تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے لہ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے ۲ اور تمہیں
صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳
سیدھی راہ دکھا دے ۳ اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے ۴
هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا ۵
لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے ۶ اور اللہ ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں
وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ
اور زمین کے ۷ اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۸ تاکہ ایمان والے
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے ۹ جن کے نیچے
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ
نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور انکی برائیاں ان سے اتار دے ۱۰ اور یہ
ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ
اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے ۱۱ اور عذاب دے منافق مردوں
وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ
اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو ۱۲ جو اللہ پر گمان رکھتے
بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ
ہیں ۱۳ انہیں پر ہے بری گردش ۱۴ اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا
عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶
اور انہیں لعنت کی اور انکے لئے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی برا انجام ہے

۱۔ سورہ محمد میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہاں حضور کے گناہ سے امت کے وہ گناہ مراد ہیں' جن کی شفاعت حضور کے ذمہ ہے' جیسے وکیل مقدمہ کہتا ہے کہ یہ میرا مقدمہ ہے یعنی جس کی پیروی میں کر رہا ہوں' اسی لئے یہاں لک فرمایا یعنی تمہارے طفیل تمہارے وسیلہ سے ۲۔ اس طرح کہ اس فتح کی برکت سے تمہارا دین تمام دنیا میں پھیلا دے اور تمہیں نبوت کے ساتھ سلطنت و بادشاہت بھی عطا فرما دے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ اس طرح کہ تمہیں اپنی طرف سے رعایا پروری' ملک رانی بادشاہت کے طریقے سکھا دے۔ ملکی انتظام بہت مشکل چیز ہے رب تعالیٰ نے جن پیغمبروں کو سلطنت بخشی انہیں اس کی تعلیم اپنی طرف سے دی ۴۔ چنانچہ رب نے فتح مکہ اور غزوہ حنین میں ایسی مدد فرمائی کہ سبحان اللہ' حضور نے کفار کے فقط ملک نہ جیتے بلکہ ان کے دل بھی جیت لئے کہ سارے کفار مکہ اور سارے قبیلہ ہوازن والے کفار ایمان لائے ۵۔ کہ اس صلح کے سبب مکہ والوں کے جوش کچھ ٹھنڈے ہوئے ۶۔ یہاں پہلے ایمان سے مراد دلی اطمینان ہے اور دوسرے اطمینان سے مراد یقین قلبی ۷۔ یعنی آسمانی فرشتے' زمین کے جانور' ہوا' پانی وغیرہ سب اللہ کے لشکر ہیں۔ جس سے چاہے اپنے حبیب کی مدد کرے' چنانچہ بدر میں فرشتوں اور غزوۂ خندق میں ہوا کے ذریعہ حضور کی مدد کی ۸۔ اس لئے رب نے پہلے اپنے حبیب کو خواب دکھائی پھر فتح دی' اس ترتیب میں اس کی ہزارہا حکمتیں ہیں ۹۔ تاکہ مسلمان اس فتح پر خدا کا شکر اور شکر کی برکت سے جنت میں جاویں فتح مکہ شکر کا سبب اور شکر جنت میں جانے کا ذریعہ۔ ۱۰۔ یعنی صلح حدیبیہ' بیعت رضوان' پھر فتح مکہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے معافی کا ذریعہ بن جائیں ۱۱۔ جو دنیا میں مفید آخرت میں نافع ہے' دیکھ لو ان صحابہ کرام کا دنیا میں غلغلہ ہے اور آخرت انتہائی عزت و احترام ۱۲۔ یعنی یہ صلح حدیبیہ یا فتح مکہ مدینہ منورہ کے منافقین اور مکہ معظمہ کے سرکش ہٹ دھرم

(بقیہ صفحہ ۸۱۵) مشرکین کے لئے دنیا و آخرت کے عذاب کا ذریعہ ہے' خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کوئی منافق وہاں موجود نہ تھا یہ لوگ جنگ کے ڈر سے مدینہ منورہ سے ہی نہ آئے تھے' ۱۳۔ حدیبیہ کے سال جب مسلمانوں مدینہ منورہ سے بغرض عمرہ چلے تو منافقوں نے سوچا کہ یہ بغیر ہتھیار جارہے ہیں۔ جنگ ضرور ہو گی یہ سب شہید ہو جائیں گے' اس لئے وہ لوگ بہانہ بنا کر مدینہ پاک رہ گئے۔ بیعت الرضوان میں صرف خالص مسلمان شریک ہوئے' اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۱۴۔ اور ایسا ہی ہوا کہ منافق بیعت الرضوان سے محروم رہے۔ مسلمان پر ان کا نفاق اور بھی کھل گیا' آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوئے۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ تعالیٰ عزت و حکمت

حَكِيْمًا ۞ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ ۞

والا ہے ۱ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر ۲ اور خوشی اور ڈر سناتا ۳

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ

تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ۴ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو ۵

وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ

اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو ۶ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں

اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ

وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے ۷ تو جس نے

نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا ۸ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞ سَيَقُوْلُ

اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا ۹ اب تم سے

لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا

کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے ۱۰ کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے

وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ

مشغول رکھا ۱۱ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں ۱۲ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

ان کے دلوں میں نہیں ۱۳ تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ

تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے ۱۴ بلکہ اللہ کو تمہارے

۱۔ عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ اگر حضور مکہ معظمہ فتح کر بھی لیں تو فارس و روم پر کیسے غالب آئیں گے' انکی تو زبردست طاقت ہے' رب نے اس آیت میں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ غیبی لشکروں کا مالک ہے ۲۔ شاہد کے معنی ہیں محبوب حاضر اور مشاہدہ کرنے والا گواہ' گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقعہ واردات پر حاضر تھا' محبوب کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے' حضور ان تینوں معنی سے شاہد کامل ہیں حضور کی محبوبیت انسانوں اور زمانوں سے محدود نہیں' خدا کے محبوب ہیں اور خدائی کے محبوب' لکڑیاں' پتھر' جانور بھی حضور کے فراق میں روتے تھے' نیز آج بھی بغیر دیکھے لاکھوں کروڑوں حضور کے عاشق ہیں' نیز حضور خالق کے دربار میں مخلوق کے گواہ ہیں کہ سب کے فیصلے حضور کی گواہی پر ہوں گے اور مخلوق کے سامنے خالق کے عینی گواہ۔ حضور نے جس کے جنتی یا دوزخی ہونے کی گواہی دی برحق دی ۳۔ حضور کی بشارت اور ڈرانے کو شہادت کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ گزشتہ نبی سن کر بشیر و نذیر تھے' اور دیکھ کر' حضور نے جنت دوزخ ملا کہ بلکہ خود رب کو چشم سر معراج میں دیکھا ۴۔ اس میں تمام جہان سے الی یوم القیامۃ خطاب ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور کی اطاعت واجب ہے دوسرے یہ کہ ہمارا ایمان حضور کی بشارت و شہادت پر موقوف ہے نہ کہ حضور کا ایمان ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تعظیم جو خلاف شرع نہ ہو حضور کی کی جائے گی یعنی انہیں اللہ یا اللہ کا مثل نہ کہو باقی جو احترام کے الفاظ ملیں وہ عرض کرو انہیں سجدۂ سر نہ کرو' باقی ہر قسم کی تعظیم کرو کیونکہ یہاں توقیر میں کوئی قید نہیں' امام مالک مدینہ منورہ کی زمین میں کبھی گھوڑے وغیرہ پر سوار نہ ہوئے ۶۔ یعنی پنجوقتہ نماز کی پابندی کرو۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چار نمازیں شامل ہیں ۷۔ اس بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو حدیبیہ میں حضور نے تمام مہاجرین و انصار سے لی تھی اور یہ بیعت جہاد پر تھی نہ کہ اسلام پر' اس کا ذکر آگے آرہا ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ خصوصًا بیعت رضوان والے بڑی ہی شان والے ہیں ان کی تعداد چودہ سو ہے' دوسرے یہ کہ حضور کو وہ قرب الٰہی حاصل ہے کہ حضور سے بیعت رب سے بیعت ہے' حضور کا ہاتھ رب کا ہاتھ ہے' تیسرے یہ کہ حضرت عثمان بڑی شان والے ہیں کہ یہ بیعت انہیں کی وجہ سے ہوئی' چوتھے یہ کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے' خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ پانچویں یہ کہ بیعت کے وقت مصافحہ بھی سنت ہے' مگر مردوں کے لئے عورت کو کلام سے بیعت کیا جاوے ۸۔ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے' ورنہ جو اللہ سے بیعت کریں وہ کیسے پھر سکتے ہیں' رب نے میثاق کے دن گروہ انبیاء سے بھی بیعت لے کر یہ ہی فرمایا تھا۔ کہ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ورنہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ

کاموں کی خبر ہے بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز

الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ

گھروں کو واپس نہ آئیں گے لے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے

فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾

ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا ؎ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے ؎

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا

اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں کے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

؎ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے ؎ اور اللہ بخشنے والا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ

مہربان ہے اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے

اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ

چلو ؎ تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں

اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ

اللہ کا کلام بدل دیں ؎ تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ ؎ اللہ نے پہلے سے یوں ہی

اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ

فرما دیا ہے تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو ؎ بلکہ

كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ

وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی ؎ ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے

(بقیہ صفحہ ۸۱۶) نہ تو انبیاء کرام کے پھر جانے کا خطرہ تھا نہ ان صحابہ کے پھر جانے کا اندیشہ ۹۔ الحمد للہ کہ بیعت رضوان والے تمام صحابہ نے وفاداری و حق گزاری کا نمونہ قائم فرمادیا۔ وہ سب ہی اجر عظیم کے مستحق ہوئے' جیساکہ آئندہ بیعت کے بیان میں آوے گا۔ ۱۰۔ (شان نزول) جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حدیبیہ کے سال عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو اطراف مدینہ میں رہنے والے قبیلے غفار' مزینہ جہینہ اشجع' اسلم کے لوگ قریش مکہ کے خوف سے حضور کے ہمراہ نہ گئے۔ بہانے بنا کر رہ گئے وہ سمجھے کہ جنگ ضرور ہو جاوے گی اور کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا' انکے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی نے منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو بیعت رضوان میں شریک ہی نہ ہونے دیا' اس بیعت میں جاں نثار صحابہ ہی شریک ہوئے ۱۱۔ یعنی ہماری عورتیں بچے اکیلے تھے' ان کا کوئی نگرانی کرنے والا نہ تھا' اس لئے ہم آپ کے ساتھ نہ گئے تھے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا کرانا اور ہے' دعا لینا کچھ اور' دعا لینا یہ ہے کہ کوئی ایسی خدمت کی جائے کہ خود بخود دل سے دعا نکلے' جیسے یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے والد کو خوش کر کے عرض کیا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر منافقوں کا حال بخوبی روشن تھا کہ رب تعالٰی انہیں وقت سے پہلے یہ خبر دے رہا ہے' خیال رہے کہ اس آیت میں ان منافقین یا ضعفاء کے دعا کرانے کا ذکر ہے نہ کہ دعا لینے کا' دعا کرانا کوئی کمال نہیں' قرآن کریم میں حضور کی جن دعاؤں کی قبولیت کی نفی ہے یہ وہ دعائیں جو کرائی گئیں ۱۳۔ یعنی یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں دل میں کچھ رکھتے ہیں' ان کا آپکے ساتھ نہ جانا اپنے بال بچوں کے خوف سے نہ تھا بلکہ کفار مکہ کے خوف سے تھا' انہیں آپ کے خواب پر اعتماد نہ تھا معلوم ہوا کہ حضور کی خبروں خوابوں پر اعتماد نہ کرنا منافقوں کا کام ہے ۱۴۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے مال و اولاد پر آفت آنے والی ہوتی تو تم یہاں رہ کر وہ آفت دفع نہ کر دیتے اور اگر نہ آنے والی ہوتی تو تمہارے جانے سے وہ ہلاک نہ ہو جاتے' پھر تم کیوں ایسی نعمت عظمٰی یعنی بیعت الرضوان سے محروم رہے۔

ا۔ بلکہ تمام کفار کے ہاتھوں شہید ہو جائیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس سفر میں حضور کے ساتھ جانے والے چودہ سو حضرات سب کامل مومن ہیں کہ رب نے انہیں مومنون فرمایا اب جو بدبخت ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۲۔ کہ کفر غالب آئے گا اور نعوذ باللہ اسلام مغلوب ہو جائے گا اور حضور کا خواب سچا نہیں ۳۔ کہ تم عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے' معلوم ہوا کہ بیعت الرضوان والے صحابہ میں سے کوئی عذاب کا مستحق نہیں ورنہ یہ تخصیص غلط ہوتی۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسے خدا کا منکر' دونوں یکساں عذاب کے مستحق ہیں' دوسرے یہ کہ حضور کے علم غیب اور آپ کی خبر پر اعتماد نہ کرنا درحقیقت حضور کا انکار ہے' کیونکہ اس آیت میں ان پر عتاب ہے جنہوں نے حضور کے اس خواب پر اعتماد نہ کیا ۵۔ تو جس کا اللہ حافظ ہو اس کا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے' پھر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا تھا کہ مسلمان کفار سے دب جائیں گے ان کے حافظ و ناصر تو ہم تھے ۶۔ یعنی رب تعالٰی جس گنہگار کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس نیک کار مومن کو چاہے گا سزا دے گا جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھ کر رب تعالٰی پر ظلم کا بہتان لگایا نیز اس سے امکان کذب بھی ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہابیوں کا عقیدہ ہے ۷۔ خیال رہے کہ صلح حدیبیہ ۶ھ

(بقیہ صفحہ ۸۱۷) میں ہوئی اور فتح خیبر ۷ ہجری میں' خیبر نہایت آسانی سے فتح ہو گیا اور وہاں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ملیں' مگر جنگ خیبر میں صرف انہیں کو جانے کی اجازت دی گئی جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے' اس آیت میں غیبی خبر ہے کہ اب عنقریب تم خیبر فتح کرنے جاؤ گے تو یہ حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ غنیمت کے لالچ میں تمہارے ساتھ جانا چاہیں گے تو تم انہیں یہ جواب دے دینا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جعفر مع اپنے ہمراہیوں کے جنگ خیبر کے موقعہ پر حبشہ سے پہنچے' حضور نے انہیں بھی غنیمت سے حصہ دیا' مگر یہ عطیہ سلطانی تھا' لہٰذا آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ یہاں کلام اللہ سے مراد رب تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ خیبر میں صرف حدیبیہ والے جائیں اور وہاں کی غنیمت انہیں کا حصہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ یہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی تمہیں جنگ خیبر میں جانے کی اجازت نہیں' تم نہیں جا سکتے رب نے منع فرما دیا ہے۔

الاعراب ستدعون الى قوم اولى باس شديد

فرما دو ۷ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے ۸

تقاتلونهم او يسلمون فان تطيعوا يؤتكم الله

کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں ۹ پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا

اجرا حسنا وان تتولوا كما توليتم من قبل

ثواب دے گا ۱۰ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں

يعذبكم عذابا اليما ⑯ ليس على الاعمى

درد ناک عذاب دے گا ۱۱ اندھے پر تنگی

حرج ولا على الاعرج حرج ولا على المريض

نہیں ۱۲ اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر

حرج ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت

مواخذہ ۱۳ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں

تجري من تحتها الانهر ومن يتول يعذبه

لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ۱ اور جو پھر جائے گا اسے درد ناک

عذابا اليما ⑰ لقد رضي الله عن المؤمنين

عذاب فرمائے گا ۲ بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے ۳

اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم

جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے ۴ تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے

فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا ⑱

تو ان پر اطمینان اتارا ۵ اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا ۶

ومغانم كثيرة ياخذونها وكان الله عزيزا

اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں ۷ اور اللہ عزت و حکمت

۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ان صحابہ کرام کے کام رب کی طرف سے تھے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' دوسرے یہ کہ صحابہ خصوصاً "بیعت الرضوان والوں کو حاسد یا خائن کہنا منافقوں کا کام ہے' وہ حضرات دین کی کسوٹی ہیں ۱۱۔ یعنی یہ منافقین صرف دنیا کی باتیں سمجھتے ہیں دین کی باتیں نہیں سمجھتے۔ دین کے کام بھی دنیا کے لئے کرتے ہیں' بیعت الرضوان میں شریک نہ ہوئے خیبر میں جانے کی تیاری میں ہیں محض مال کے لئے۔

۱۔ خیال رہے کہ قرآن کریم انہیں بار بار مخلفین فرما رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پیچھے رہ جانا سخت جرم تھا' ان بدویوں میں سے بعض لوگ آئندہ صحیح توبہ کرنے والے تھے' بعض اپنے نفاق پر قائم رہ جانے والے ان میں فرق کرنے کے لئے یہ حکم ہو رہا ہے۔ ۲۔ یہ یمامہ والے قبیلہ بنی حنیفہ کے لوگ ہیں جو مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر مرتد ہوئے' خلافت صدیقی میں ان سے سخت تر جنگ ہوئی۔ جس میں بہت صحابہ شہید ہوئے' مسیلمہ جہنم رسید ہوا' اتنے حفاظ صحابہ شہید ہوئے کہ قرآن کریم کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی' تب قرآن کریم جمع کیا گیا تاکہ کتابی شکل میں بھی آ جاوے ۳۔ کیونکہ وہ لوگ مرتدین ہوں گے مرتد سے جزیہ نہیں لیا جاتا ان کے لئے قتل ہے یا اسلام اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر و ارتداد ہے کہ یمامہ والے مسیلمہ کو نبی ماننے کی بنا پر مرتد مانے گئے نیز معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے ۴۔ خیال رہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور کے زمانہ میں کسی جہاد کے لئے انہیں دعوت نہیں دی گئی کیونکہ فرما دیا گیا تھا قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا اور حضرت علی کے زمانہ میں کسی کافر یا مرتد سے جہاد نہ ہوا' صرف باغیوں یا خارجیوں سے جنگیں ہوئیں' لہٰذا اس آیت میں صرف زمانۂ صدیقی کے جہاد مراد ہیں جو مرتدین وغیرہم سے ہوئے (صواعق محرقہ وغیرہ) لہٰذا یہ آیت خلافت صدیقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے' یہ بھی خیال رہے کہ صرف اسلام یا قتل مرتد کے لئے ہے مشرک کے لئے نہیں' اس سے جزیہ بھی لے سکتے ہیں لہٰذا اس آیت میں قتل مرتدین مراد ہے جو عہد صدیقی میں ہوا۔ مشرکین عرب سے اگرچہ جزیہ نہ لیا جاوے گا' لیکن انہیں غلام بنا کر رکھا جا سکتا ہے صرف قتل یا اسلام مرتدین کے لئے اور مرتدین سے جنگ ابوبکر صدیق نے کی یعنی جنگ یمامہ' خیال رہے کہ خولہ بنت جعفر حنفیہ کو صدیق اکبر نے لونڈی بنا کر حضرت علی کے حوالہ کیا اس لئے کہ وہ عورت تھیں مرتد مرد کو غلام نہیں بنایا جاتا ۵۔ معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر یا جنگ یمامہ میں آپ کا ساتھ چھوڑنے والا سخت عذاب کا مستحق ہے کیونکہ تَوَلَّیْتُمْ دونوں کو شامل

بقیہ صفحہ ۹۶۸ پر

حَكِيمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا

والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا ۱ کہ تم لوگے تو تمہیں

فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ

یہ جلد عطا فرما دی ۲ اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے ۳

وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو ۴ اور تمہیں سیدھی راہ

مُّسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ

دکھائے ۵ اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی ۶ وہ اللہ کے قبضہ

اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ

میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر

قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ

کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے ۷ پھر کوئی حمایتی نہ پائیں

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ

گے نہ مددگار ۸ اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے ۹

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ

اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے ۱۰ اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے

عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ

روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں ۱۱ بعد اس کے کہ تمہیں ان

عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ

پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ۱۲ وہ وہ ہیں جنہوں نے

كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور

۱۔ خیال رہے کہ رب نے ان غنیمتوں کو کثیر فرمایا اور دنیا کو متاع قلیل کیونکہ وہ غنیمت انعام تھا' انعام تھوڑا بھی بہت ہے جیسے شاہی تمغہ یا یہ غنیمتیں محض دُنیا نہ تھیں بلکہ دین سے ملحق تھیں لہٰذا کثیر جیسے صفر عدد سے مل کر ایک کو دس گنا کرتا ہے علیحدہ ہو تو کچھ نہیں ۲۔ جب مسلمان خیبر کے جہاد میں گئے تو خیبر والوں کے حلیف بنی اسد و غطفان نے چاہا کہ مسلمانوں کے پیچھے مدینہ پر حملہ کر کے ان کے گھربار لوٹ لیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب ڈالا کہ انہیں اس کی ہمت نہ ہوئی' اس آیت میں یہ واقعہ مذکور ہے ۳۔ یا خود خیبر والوں کے دل میں رعب ڈال دیا کہ وہ باوجود ستر ہزار ہونے کے بھاگ کر قلعوں میں چھپ گئے ۴۔ یعنی یہ غنیمتیں تاقیامت صحابہ کے سچے عادل ہونے کی دلیلیں ہوں کہ جیسے یہ غنیمت سارے حدیبیہ والوں کو ملی ایسے ہی جنت ان سب کو ملے گی' صرف چار پانچ کو نہیں جیسا کہ روافض نے سمجھا' روافض کہتے ہیں کہ بیعت الرضوان والوں میں صرف پانچ چار صحابہ مومن تھے باقی منافق تھے تو چاہیے تھا کہ خیبر میں صرف چار پانچ ہی جاتے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ میں حاضر ہونے والے مومنین ہدایت پر تھے اور ہدایت پر رہے ان میں سے کوئی ہدایت سے نہ ہٹا جو اس کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۶۔ فتح مکہ یا فارس و روم کی فتوحات جو عہد فاروقی میں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں جو اس وقت مسلمانوں کی ظاہری حالت کے لحاظ سے وہم و خیال سے بالاتر تھیں یہ آیت خلافت فاروقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ عہد فاروقی کی شاندار فتوحات رب کے فضل و کرم سے ہوئیں ورنہ مسلمانوں کے بل بوتے سے باہر تھیں۔ ۷۔ یعنی مکہ والے خیبر والے اور بنی اسد و غطفان نے آپ سے لڑنے کی ہمت نہ کی اگر یہ ہمت کرتے بھی اور تمہارے مقابلہ میں آتے تو مارے جاتے اور فتح تمہاری ہی ہوتی۔ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ حیدر مشکل کشا نے جو بہادری کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس کی روشن دلیل ہے اس فتح کا پورا واقعہ تفسیر روح البیان میں دیکھو ۸۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی مسلمان صحیح مسلمان ہو کر رب کی رضا کے لئے جنگ کریں تو بدر و حنین کے نظارے نظر آ سکتے ہیں ۹۔ کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ گزشتہ امتوں کے حالات سے ظاہر ہے ۱۰۔ یعنی یہ کبھی نہ ہو گا کہ رب تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد بلاوجہ نہ فرمائے اگر کبھی مسلمان شکست کھا جائیں تو یا ان کی اپنی غلطی ہو گی یا اس میں رب کی خاص حکمت اور یہ شکست عارضی ہو گی لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ بہت دفعہ مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں ۱۱۔ یعنی فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور مکہ معظمہ باآسانی فتح ہو گیا تم کو بھی کشت و خون کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی' اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ قوت سے فتح ہوا نہ کہ فقط صلح سے' یا مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو تم سے اور تم کو کفار سے روک دیا' حضرت انس فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن اسی ۸۰ کفار مکہ ہتھیار بند تنعیم پہاڑ سے اترے مسلمانوں پر حملہ کرنے کو' مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضور نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا' اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۱۲۔ یعنی ہم تمہارے حدیبیہ والے اور فتح مکہ والے کاموں سے راضی ہیں۔ تم نے بہت ٹھیک کیا۔

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ

رکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے لہ اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد

نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ

اور کچھ مسلمان عورتیں لہ جنکی تمہیں خبر نہیں لہ کہیں تم انہیں روند ڈالو تو تمہیں انکی

مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ

طرف سے انجانی میں کوئی مکروہ پہنچے لہ تو ہم تمہیں انکی قتال کی اجازت دیتے انکا یہ بچاؤ

يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا

اس لئے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے ۵ اگر وہ جدا ہو جاتے لہ تو ہم

اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ

ضرور ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے لہ جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ لہ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا

اور ایمان والوں پر اتارا لہ اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا لہ اور

اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾

وہ اس کے زیادہ سزاوار لہ اور اس کے اہل تھے لہ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ

بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب لہ بے شک تم ضرور

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ

مسجد حرام میں داخل ہو گے لہ اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں

رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ

کے بال منڈاتے یا ترشواتے لہ بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں

ا۔ یعنی ان کفار مکہ کے جرم تو اس ہی قابل تھے کہ تم ان پر سخت حملہ کر کے انہیں تہ تیغ کرتے' یا ان پر رب کا عذاب آ جاتا کیونکہ انہوں نے اللہ کے گھر سے اللہ کے محبوب کو روکا' قربانی کے جانور قربان گاہ تک نہ لے جانے دیئے' جس کی وجہ سے حدیبیہ میں ہی ذبح کئے گئے لیکن مکہ معظمہ میں فقراء مومنین کی موجودگی ان دونوں چیزوں سے مانع ہے کہ ان بے کس مسلمانوں کی وجہ سے نہ تم کو سخت حملہ کی اجازت دی گئی نہ عذاب الٰہی آیا ۲۔ مکہ معظمہ میں موجود ہیں جو مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے ۳۔ مکہ معظمہ میں بہتر مسلمان وہ تھے جو مجبوراً" اپنا اسلام ظاہر نہ کر سکتے تھے دیکھو روح البیان ان میں حضرت عباس اور امیر معاویہ بھی تھے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر ۴۔ یا اس طرح کہ تم انہیں غیر مسلم سمجھ کر قتل کر ڈالو یا اس طرح کہ تمہارے تیروں سے وہ بھی مارے جاویں بغیر تمہارے قصد کے ۵۔ یعنی تم کو مکہ معظمہ پر سخت حملہ سے اس لئے روکا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو ایمان کی توفیق دے کر اپنی رحمت میں لے' چنانچہ سارے ہی مکہ والے مسلمان ہو گئے پھر انہیں سے اسلام کو بڑی قوت پہنچی ۶۔ یعنی اگر موجودہ مومن کفار مکہ سے علیحدہ ہو جاتے۔ یا جن کو اسلام کی توفیق ملنے والی ہے وہ ان کفار سے علیحدہ ہو جاتے جو کفر پر مرنے والے ہیں تو کفار پر عذاب الٰہی آ جاتا ۷۔ معلوم ہوا کہ نیکوں کی طفیل بدوں سے عذاب ٹل جاتا ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا یعنی کفار مکہ پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آ جاوے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ میں اس کی تائید ہے تاقیامت ہم جیسے گنہگار اللہ کے مقبول بندوں کی طفیل امن میں رہیں گے بلکہ صالحین کی قبروں کی برکت سے امن ملتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی وجہ سے شہر مصر میں عذاب نہ آیا' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر و عمر قطعی جنتی ہیں کہ آغوش مصطفوی میں سو رہے ہیں جب مومنوں کی برکت سے کفار پر عذاب نہیں آتا ہے۔ تو حضور مصطفیٰ کی برکت سے آغوش میں سونے والے مومنوں پر کیا کچھ نعمتیں نہ اتریں گی' اصحاب کہف کے دروازے پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کا فضل ہو گیا کیونکہ اولیاء کے قریب ہے ۸۔ کفار مکہ نے اس پر ضد کی کہ ہم اس سال آپ کو عمرہ نہ کرنے دیں گے' سال آئندہ کرنا یہ نری جہالت کی ضد تھی یہ ہی اس جگہ مراد ہے ۹۔ کہ انہوں نے سال آئندہ عمرہ کرنے پر صلح فرمائی اس سال ہی کرنے پر اصرار نہ فرمایا اگر مسلمان بھی ضد کرتے تو جنگ ہو جاتی جس میں اگرچہ فتح مسلمانوں کو ہوتی مگر ان حکمتوں کے خلاف ہوتا جو ابھی ذکر ہوئیں' اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات مخلص مومن تھے' کیونکہ یہ سکینہ سب پر اترا جو کہے کہ اس جماعت میں صرف حضرت علی مومن تھے وہ ان تمام آیات کا منکر ہے اگر وہ حضرات مومن نہ تھے تو پھر دنیا میں کوئی مومن نہیں ہم سب ان کے صدقہ سے مومن ہیں ۱۰۔ کہ یہ کلمۂ تقویٰ یعنی ایمان و اخلاص ان سے جدا ہو سکتا ہی نہیں' اس میں ان سب کے حسن خاتمہ کی یقینی خبر ہے کہ ان صحابہ کرام سے دنیا میں وفات کے وقت' قبر میں' حشر میں تقویٰ جدا نہ ہو سکے گا ۱۱۔ احق اسم تفضیل ہے جو مفضل علیہ چاہتا ہے۔ مفضل علیہ یا تو تمام نبیوں کے صحابہ ہیں یا قیامت تک کے ہم جیسے مومنین یا فرشتے وغیرہ یعنی یہ صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام فرشتوں سے بڑھ کر کلمۂ تقویٰ کے حقدار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ تمام خلق سے افضل ہیں' بعد انبیاء اور کوئی غیر صحابی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کدوا سے مراد تھے یا ہیں ۱۲۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ان بزرگوں کو اپنے محبوب کی صحبت

تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

معلوم نہیں ۱ تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ۲

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ۳

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ۭ

کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۴ اور اللہ کافی ہے گواہ ۵

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ

محمد اللہ کے رسول ہیں ۶ اور ان کے ساتھ والے ۷ کافروں پر سخت ہیں ۸

رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

اور آپس میں نرم دل ۹ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے ۱۰ اللہ کا فضل

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ

اور رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں

اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ

کے نشان سے ۱۱ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت

فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ

انجیل میں ۱۲ جیسے ایک کھیتی ۱۳ اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے ۱۴

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں ۱۵ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور

الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ۧ

اچھے کاموں والے ہیں ۱۶ بخشش اور بڑے ثواب کا ۱۷

(بقیہ صفحہ ۸۲۰) قرآن کریم کی خدمت، دین کی حفاظت کے لئے چنا ہے' اگر ان میں کچھ بھی نقصان ہوتا تو اس پاکوں کے سردار محبوب کی ہمراہی کے لئے ان کا چناؤ نہ ہوتا' موتی ہر ڈبیہ میں نہیں رکھا جاتا اس کے لئے خاص قیمتی ڈبہ ہوتا ہے' خیال رہے کہ یہاں کلمۂ تقویٰ سے مراد یا کلمہ طیبہ ہے یا وفاداری یا ہر قسم کی ظاہری و باطنی پرہیز گاری' وھو الظاہر' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی فاسق نہیں تمام متقی و عادل ہیں جو انہیں فاسق کہے وہ اس آیت کا منکر ہے رب تعالیٰ جس کے ساتھ تقویٰ پرہیز گاری لازم کردے اسے جدا کرنے والا کون ۱۳۔ حضور کی اس خواب سے مراد وہی خواب ہے جس کا ذکر سورۂ فتح کے شروع میں ہو چکا۔ اس خواب کی سچائی بہت جلد مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ ۷ھ میں امن سے عمرہ کیا اور ۸ھ میں مکہ معظمہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے ۱۴۔ اگلے سال' خلاصہ یہ ہے کہ خواب کی تعبیر میں دیر ہونا خواب کی سچائی کے خلاف نہیں' یوسف علیہ السلام کا خواب چالیس سال بعد ظاہر ہوا ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی سارے حرم شریف کو مسجد حرام کہہ دیتے ہیں' یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ خاص مسجد حرام شریف میں حاجی بال نہیں منڈاتے' دوسرے یہ کہ حج وغیرہ میں بال منڈانا کتروانے سے افضل ہے کہ رب نے پہلے منڈانے کا ذکر فرمایا۔

۱۔ یعنی اس خواب کے دیر سے ظاہر ہونے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ یہ خواب اور یہ دیر فتح مکہ کا ذریعہ بنی ۲۔ یعنی حرم شریف میں داخلہ سے پہلے فتح خیبر تمہارے نصیب میں لکھی چنانچہ مسلمانوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہی خیبر فتح کیا پھر آئندہ سال عمرہ قضا کیا ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی شاندار مخلوق ہیں جن سے رب کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پر دست قدرت کو بھی ناز ہے' اسی لئے فرمایا کہ اگر ہماری شان دیکھنی ہے تو اس شاندار بندے کو دیکھو جس رب نے ایسے شاندار کو بنایا تو جان لو وہ خود کیسا شاندار ہے ۴۔ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ حضور نے تمام گزشتہ دینوں کو منسوخ فرما دیا۔ صحابہ کرام کو بہت شاندار فتوحات بخشیں صدہا سال تک دنیا بھر میں مسلمانوں کا راج رکھا اب بھی اگرچہ ہم کمزور ہیں مگر دین ہمارا ہی غالب ہے مسجدیں ہماری آباد' حج قربانیاں اسلام کی ہی شائع' ولایت تاقیامت اسلام میں ہی ہے ۵۔ حضور توحید الٰہی کے گواہ اور رب تعالیٰ نبوت مصطفوی کا گواہ حضور کے معجزات رب کی گواہی ہیں یا قرآن میں انہیں رسول اللہ فرمانا رب کی گواہی ہے یا کنکروں پتھروں سے کلمہ پڑھوا دینا رب کی گواہی معلوم ہوا کہ توحید کی گواہی سنت رسول اللہ ہے اور نبوت محمدیہ کی گواہی سنت الٰہیہ ہے' کلمہ طیبہ میں دونوں سنتیں جمع ہیں

۶۔ ساری مخلوق کی طرف کیونکہ رسالت بغیر قید ذکر ہوئی جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور رسول ہیں آدم علیہ السلام کی ابوت سارے انسانوں کے لئے ہے مگر حضور کی نبوت ساری مخلوق کے لئے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں چار جگہ لفظ محمد آیا۔ اللہ کے حروف' محمد کے حروف' فرشتوں کے سردار۔ آسمانی کتابیں' کتاب والے رسول چار ہی ہیں' انسان کا خمیر بھی چار چیزوں سے ہے' حضور کا نام رب نے محمد رکھا کیونکہ دنیا اور آخرت میں حضور کی حمد ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی مقام محمود حضور ہی کے لئے ہے قیامت میں لواء الحمد حضور کے ہاتھ ہوگا اس کی نفیس تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھیں ۷۔ حضور کے صحابہ خصوصاً ابوبکر صدیق جو غار کے ساتھی اور قبر کے بھی ساتھی ہیں ۸۔ سارے صحابہ کفار پر ایسے سخت ہیں جیسے شیر شکار پر خصوصاً حضرت عمر فاروق کہ ان سے شیطان بھاگتا ہے ان کے دل میں

(بقیہ صفحہ ۸۲۱) کفار و منافقین سے کبھی الفت ہو سکتی ہی نہیں ۹۔ سارے صحابہ ایک دوسرے پر ایسے مہربان ہیں جیسے باپ بیٹے پر یا مہربان بھائی اپنے ماں جائے پر خصوصاً" حضرت عثمان غنی' خیال رہے کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں اس مہربانی و محبت کے خلاف نہیں وہ جنگیں نفسانی نہ تھیں اختلاف رائے کی بنا پر تھیں اس کی نہایت نفیس تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو ۱۰۔ سارے ہی صحابہ کرام عبادت گزار شب بیدار ہیں' خصوصاً" حضرت علی مرتضیٰ' ان چار جملوں میں چار یار کی صفات بیان ہوئیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی مدح سنت الٰہیہ ہے اور ان کی بدگوئی طریقہ ابلیس ہے ۱۱۔ سجدوں کے نشان سے وہ چہروں کا نور مراد ہے جو نمازی خصوصاً" تہجد پڑھنے والے کے چہرے پر دنیا و آخرت میں نمودار ہے اور ہو گا' سجدہ گاہ چودھویں شب کے چاند کی طرح چمکے گی اسی لئے چہرہ فرمایا پیشانی نہ فرمایا ۱۲۔ یعنی حضور کے صحابہ کی مدح و مناقب توراۃ و انجیل میں بھی ذکر کی گئیں اور خصوصیت سے ان کی یہ مثال ان دونوں کتابوں میں ذکر ہوئی تھی جو یہاں بیان ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جیسے حضور کی نعت شریف توریت و انجیل میں تھی ایسے ہی حضور کے صحابہ کے مناقب بھی تھے ۱۳۔ صحابہ کرام کو کھیتی سے اس لئے تشبیہ دی کہ جیسے کھیتی پر زندگی کا دار و مدار ہے ایسے ہی ان پر مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا مدار ہے اور جیسے کھیتی کی ہمیشہ نگرانی کی جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمیشہ صحابہ کرام کی نگرانی فرماتا رہے گا۔ نیز جیسے کھیتی اولاً" کمزور ہوتی ہے پھر طاقت پکڑتی ہے ایسے ہی صحابہ کرام اولاً" بہت کمزور معلوم ہوتے تھے پھر طاقتور ہوئے ۱۴۔ ایسے ہی صحابہ کی جماعت رب کی بڑی پیاری بھلی معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت سنت الٰہیہ ہے۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے جلنے والے سب کافر ہیں' قرآن کریم نے کسی اسلامی فرقے پر صراحتہ" کفر کا فتویٰ نہ دیا سوا دشمن صحابہ کے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی الفت و محبت نصیب فرمائے آمین ۱۶۔ خیال رہے کہ منہم میں مِنْ بیانیہ ہے مِنْ تبعیضیہ نہیں' کیونکہ سارے صحابہ مومن و صالح ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى رب نے سب سے جنت کا وعدہ فرما لیا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا ثواب تمام مسلمانوں کے ثواب سے زیادہ ہے' حضور نے فرمایا کہ صحابی کا چار سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے معلوم ہوا کہ حضور ازل سے ہی ہدایت اور دین سے متصف ہیں اس سے کبھی علیحدہ نہ ہوئے یا اس طرح کہ وہ تمہارے لئے ہدایت اور دین لے کر آئے اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہی سے ہدایت مل سکتی ہے اور حضور سے ہر قسم کی ہدایت ہی ملتی ہے۔ خیال رہے کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے۔ گمراہی بھی يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے دوائے شفا ملتی ہے۔

آیاتہا ۱۸ | ۴۹ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ | رکوعاتہا ۲

سورۃ حجرات ہے اس میں ۲ رکوع ۱۸ آیات ۳۴۵ کلمے اور ۷۶ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ۱

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ۲ اے ایمان والو

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ

اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے ۳ اور ان کے

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو ۴ کہ کہیں

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ

تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

ہیں رسول اللہ کے پاس ۵ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ

پرکھ لیا ہے ۶ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۷ بے شک وہ جو

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④

تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۸

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے ۹ تو یہ ان کے لئے بہتر تھا

۱۔ (شان نزول) بعض صحابہ نے بقر عید کے دن حضور سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیتے تھے ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو' دوسرے یہ کہ راستہ چلنے' بات کرنے' کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں لَا تُقَدِّمُوْا مطلق ہے' تیسرے یہ کہ بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے ان کا ماخذ یہ آیت ہے ۲۔ یعنی دربار رسول میں تمہاری ہر نقل و حرکت

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵ اے ایمان والو ۲ اگر کوئی فاسق تمہارے

فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا

تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر

عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۶﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ ۳ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں ۴

اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں ۵ تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ

نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ۶ اور کفر اور

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿۷﴾

حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ۷ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں ۷

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾ وَاِنْ

اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں ۸ تو ان میں صلح کراؤ ۹

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ

پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو ۱۰

تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا

یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف

بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾

کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو ۱۱ اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں ۱۲

(بقیہ صفحہ ۸۲۲) نشست و برخاست کی ہم نگرانی فرما رہے ہیں خبردار محبوب کی بے ادبی نہ ہونے پائے' ۳۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی' جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے' انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو' حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے' بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہوئے' حضور نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت ثابت ابن قیس کے پڑوسی تھے' انہوں نے ثابت بن قیس سے پوچھا' وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ جنتی ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں' جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں' تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے' آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو' چچا' ابا' بھائی' بشر نہ کہو رسول اللہ شفیع المذنبین کہو ۵۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات پچھلی آیت اترنے کے بعد نہایت ہی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضور کا ادب دل کا تقویٰ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ اللہ نصیب کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دل رب نے تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں جو انہیں فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے' جیسے اللہ کا ایک ہونا یقینی کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے خیال و وہم سے بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا' تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب عظیم ۸۔ (شان نزول) یہ آیت قبیلہ بنی تمیم کے وفد کے متعلق نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حضور کی خدمت میں پہنچے' جب کہ محبوب دولت خانہ میں آرام فرما تھے' انہوں نے حجروں کے باہر سے ہی پکارنا شروع کر دیا۔ سرکار تشریف لے آئے' تب یہ آیت کریمہ اتری ۹۔ یعنی انہیں چاہیے تھا کہ صبر سے باہر بیٹھتے' جب آپ خود ہی تشریف لاتے تو عرض معروض کرتے' معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آداب انسانی ساخت ہیں' مگر حضور کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے' رب نے سکھائے' نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جن و انس و فرشتے سب پر جاری ہیں' فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے' پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں' خیال رہے کہ یہاں اکثر۔ معنی کل ہے۔

۱۔ یعنی ان سے جو یہ بے ادبی ہوئی اس سے توبہ کریں تو ہم بخش دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ اس قانون کے نازل ہونے سے پہلے بھی ان پر یہ ادب و احترام لازم تھا اس لئے ان سے توبہ کرائی گئی حضور کا ادب فطری چیز ہے قانون بننے سے پہلے بھی ضروری ہے ۲۔ یہ آیت ولید ابن عقبہ کے متعلق نازل ہوئی جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے صدقات وصول کرنے بھیجا زمانہ جاہلیت میں ولید اور اس میں پرانی عداوت تھی' مگر جب ان لوگوں کو پتہ چلا کہ ولید حضور کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آ رہے ہیں تو وہ لوگ استقبال کے لئے آئے' ولید سمجھے کہ مجھے قتل کرنے آ رہے ہیں' ولید فوراً واپس لوٹ گئے' اور حضور کی خدمت میں یہ ماجرا

باقی صفحہ ۹۶۰ پر

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَ

مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو ؎ اور

اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝١٠ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو اے ایمان والو

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ

نہ مرد مردوں سے ہنسیں ؎ عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں ؎

وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا

اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں ؎ اور

تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ

آپس میں طعنہ نہ کرو ؎ اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو ؎ کیا ہی برا نام ہے

الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

مسلمان ہو کر فاسق کہلانا ؎ اور جو توبہ نہ کریں تو وہی

الظَّالِمُونَ ۝١١ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ

ظالم ہیں ؎ اے ایمان والو بہت گمانوں سے

الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ

بچو ؎ بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے ؎ اور عیب نہ ڈھونڈو ؎ اور ایک دوسرے

بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ

کی غیبت نہ کرو ؎ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت

أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ

کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا ؎ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول

رَحِيمٌ ۝١٢ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ

کرنے والا مہربان ہے اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد

۱۔ یعنی لڑنے بھڑنے والے بھی مومن ہیں اور ہر مومن 'مومن کا بھائی ہے' لہٰذا ان میں ہر طرح صلح کی کوشش کرو' خیال رہے کہ یہاں مومنوں کو مومن کا بھائی فرمایا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور تو عین ایمان ہیں ان کی نعلین پاک پر ہزاروں ماں باپ قربان لہٰذا حضور کو بھائی کہنا ہرگز جائز نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ الخ ۲۔ (شان نزول) یہ آیت بنی تمیم کے متعلق نازل ہوئی جو فقراء مسلمین حضرت بلال' صہیب و عمار رضوان اللہ علیہم کو نظر حقارت سے دیکھتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے' یا حضرت ثابت ابن قیس کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے ایک غریب صحابی سے فرما دیا تھا' او فلانی کے بیٹے' یہ لفظ عرب میں توہین کا تھا ۳۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں' ہر مومن عزت والا رب فرماتا ہے۔ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ دوسرے یہ کہ عظمت کا دارو مدار محض نسب پر نہیں تقویٰ' پرہیزگاری پر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ تیسرے یہ کہ مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے ۴۔ یہ آیت حضرت ام المومنین صفیہ بنت حی کے حق میں نازل ہوئی کہ انہیں ایک بار حضرت حفصہ نے یہودی کی لڑکی کہہ دیا تھا۔ جس پر وہ روئیں' اور حضور سے شکایت کرنے لگیں حضور نے فرمایا تم نبی کی اولاد میں ہو اور خاتم النبیین کی زوجہ ہو (آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں) اور حضرت حفصہ سے فرمایا کہ حفصہ خدا سے ڈرو' نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے' انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے۔ نہ معلوم بارگاہ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر یہ ہی اعتراض کیا تھا۔ کہ میں آگ سے ہوں یہ خاک سے ۵۔ یعنی کوئی مسلمان کسی کو عیب نہ لگائے کہ یہ درحقیقت اپنے ہی کو عیب لگانا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کچھ شکایت کی تھی جس کی توبہ اس طرح کی کہ بحکم پروردگار انہیں سجدہ کیا (روح) لہٰذا اگر کسی مسلمان کو عیب لگایا ہو یا غیبت کی ہو تو اس کی عاجزی سے معافی مانگے ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو کتا' گدھا' سور وغیرہ نہ کہو' دوسرے یہ کہ جس گنہگار نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو پھر اسے اس گناہ کا طعنہ نہ دو۔ تیسرے یہ کہ مسلمان کو ایسے لقب سے نہ پکارو جو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ عیب اس میں موجود ہو' او کانے' او گنجے' او لنگڑے' اندھے کہہ کر نہ پکارو۔ اگرچہ یہ بیماریاں اس میں ہوں' چوتھے یہ کہ جو لقب نام کی طرح بن گئے ہوں کہ اب اس سے اسے تکلیف نہ ہوتی ہو ان القاب سے پکارنا منع نہیں۔ جیسے اعمش' اطرح وغیرہ (خزائن العرفان) ۷۔ یعنی ایسی حرکتیں فسق ہیں تم مسلمان ہو کر فاسق کیوں بنتے ہو' ان سب حرکتوں سے علیحدہ رہو ۸۔ اس سے وہ فرقہ عبرت پکڑے جو صحابہ کرام کو گالیاں دینا بہترین عبادت سمجھتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک گالی دینا اسی ۸۰ برس کی خالص عبادت سے افضل ہے' یہ لوگ اس آیت کے حکم سے ظالم ہیں ۹۔ یعنی مسلمان بھائی پر بدگمانیاں نہ کیا کرو اگر اس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اسے خواہ مخواہ برے پہلو پر محمول نہ کرو' اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ معنی کفر کے ہوں ایک معنی ایمان کے تو اسے اس بنا پر کافر نہ کہو اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہہ دیتے ہیں ۱۰۔ خیال رہے کہ بعض گمان فرض ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا کہ وہ اپنے فضل سے مجھ گنہگار کو بخشدے گا بعض

أُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا ۱؎ کہ آپس میں پہچان رکھو ۲؎ بیشک اللہ

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ

کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۳؎ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا

گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ۴؎ ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے ۵؎

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا

اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ۶؎ اور اگر تم اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ

رسول کی فرمانبرداری کرو گے ۷؎ تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا ۸؎ بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

ایمان لائے ۹؎ پھر شک نہ کیا ۱۰؎ اور اپنی جان اور مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں ۱۱؎

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي

تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو ۱۲؎ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا

جانتا ہے ۱۳؎ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا

(بقیہ صفحہ ۸۲۴) گمان مستحب جیسے مسلمان بھائی سے اچھا گمان رکھنا بعض گمان حرام ہیں جیسے رب پر بدگمانی کہ وہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا یا نیک مسلمان پر بلاوجہ بدگمانی ۱۱۔ یعنی مسلمانوں کے چھپے عیب نہ تلاش کرو جنہیں رب نے اپنی ستاری سے چھپالیا ہے کیونکہ تم میں بھی بہت سے چھپے عیب ہیں' تم دوسروں کا پردہ رکھو تا کہ تمہارا پردہ رہے' بہتر ہے کہ خود اپنے عیب ڈھونڈو اور توبہ کرو۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ کسی کے واقعی عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے' غیبت جائز بھی ہے ناجائز بھی' ناجائز ہونے کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کی غیبت کی وہ مسلمان ہو دوسرے یہ کہ خاص شخص ہو تیسرے یہ کہ وہ عیب اس میں موجود ہو اگر نہ ہو تو بہتان ہے چوتھے یہ کہ وہ عیب علانیہ نہ ہو پانچویں یہ کہ اس عیب کے بیان کرنے کی کوئی شرعی ضرورت درپیش نہ ہو لہذا کافر کی غیبت جائز غیر معین شخص کی غیبت جائز' ظاہری علانیہ شرابی یا فاسق کی غیبت جائز جس کو سب جانتے ہوں کہ وہ فاسق ہے' محدثین کا راویان حدیث کے عیوب بیان کرنا یا کسی شاگرد کی استاد سے شکایت کرنا یا کسی شریر کے شر سے کسی کو بچانے کے لئے اس کے عیب پر مطلع کر دینا جائز ہے کہ ان میں ضرورت شرعی موجود ہے ۱۳۔ غیبت کو مرے بھائی سے تشبیہ دی چند وجہ سے' ایک یہ کہ غیبت گناہ ہے مگر بے لذت بے فائدہ جیسے مرے بھائی کا گوشت کھانا' زنا اور سود گناہ ہیں مگر زنا میں لذت اور سود میں کچھ مالی فائدہ تو ہے دوسرے یہ کہ غیبت نہایت گھناؤنا اور گندا کام ہے جس سے نفس انسانی نفرت کرتا ہے۔

۱۔ یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم و حوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو ۲۔ یعنی انسان کو مختلف نسب و قبیلے بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہے نہ کہ شیخی مارنے اور اترانے کے لئے ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار مدینہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حضور کے پیچھے پنج گانہ نماز سے نہ روکے اسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکار اس کی تیمارداری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہو گئی تو حضور اس کے دفن میں شریک ہوئے' اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۴۔ (شان نزول) یہ آیت بنی اسد کی اس جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو قحط کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آئے اور صرف زبان سے مسلمان ہو گئے دل میں کافر رہے ان کے آنے سے مدینہ منورہ میں اور گرانی ہو گئی' چیزوں کے بھاؤ چڑھ گئے کیونکہ یہ بہت تھے اور جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہ) ۵۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ دل سے ماننے کا نام ایمان ہے اور زبان سے اقرار کا نام اسلام ان کے نزدیک ایمان و اسلام میں فرق ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے جن کے نزدیک ایمان و اسلام ایک ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اسلام لغوی معنی میں ہے یعنی اطاعت کر لینا جیسے رب فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا ۔ یہی قول قوی ہے لہذا منافق نہ مومن ہے نہ مسلم ۶۔ معلوم ہوا کہ بغیر اعتقاد درست ہوئے کلمہ پڑھ لینا اللہ کے نزدیک بیکار ہے ۷۔ اس طرح کہ دل سے مسلمان ہو جاؤ یا یہ معنی ہیں کہ ایمان لا کر اطاعت ظاہری کرو' ورنہ منافق کی عبادات ضائع ہیں جن کا کوئی ثواب نہیں ۸۔ بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے' بادشاہ اپنے نیاز مندوں کے حقیر ہدیوں پر بے بہا انعام دے دیتے ہیں ۹۔ واؤ کے عطف سے معلوم ہوا کہ حضور پر ویسے ہی ایمان لانا ضروری ہے

(بقیہ صفحہ ۸۲۵) جیسے رب تعالیٰ پر لہٰذا حضور ہمارے ایمان ہیں ہماری طرح مومن نہیں' اس لئے رب العالمین حضور کو عام مومنوں میں داخل نہیں فرماتا ان کا علیحدہ ذکر فرماتا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ حضور رب کے مومن ہمارے ایمان ہیں ۱۰۔ اپنے ایمان میں لہٰذا یہ کہنا منع ہے کہ میں انشاء اللہ مومن ہوں اپنے ایمان پر یقین چاہیے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ سچے مومن ہیں کہ ان میں یہ تمام صفات کامل طور پر موجود ہیں' رب نے ان کے صدق کی گواہی دی ۱۲۔ گزشتہ آیت کے نزول پر ان لوگوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں تب یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور سے عرض و معروض کرنا رب سے عرض

عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ

احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی

لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ

ہدایت کی ۱ اگر تم سچے ہو بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۲

آیاتہا ۴۵ — ۵۰ سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ ۳۴ — رکوعاتہا ۳

یہ سورۃ مکی ہے اس میں ۳ رکوع ۴۵ آیات ، ۳۵۷ کلمے ۱۴۹۴ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

عزت والے قرآن کی قسم ۴ بلکہ انہیں اس کا اچنبا ہوا کہ ان کے پاس انہیں میں کا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۲﴾

ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ۵ تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے ۶

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا

کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دور ہے ۷ ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین

مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿۴﴾

ان میں سے گھٹاتی ہے ۸ اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے ۹

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴿۵﴾

بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا ۱۰ جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب بے ثبات بات میں ہیں

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

۱۱ تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسا بنایا اور

کرنا ہے ان لوگوں نے حضور کو اپنا اخلاص بتایا تھا مگر ارشاد ہوا کہ کیا خدا کو بتاتے ہو۔ سبحان اللہ اگر رب کو دیکھنا ہے تو حضور کو دیکھو اگر رب سے کچھ کہنا ہے تو حضور سے کہو اگر رب کے ساتھ بیٹھنا ہے تو حضور کی بارگاہ میں بیٹھو مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشیند در حضور اولیاء

۱۔ یعنی تم اپنے ایمان کا اللہ رسول پر احسان نہ دھرو بلکہ اگر تمہیں سچا ایمان نصیب ہو جائے تو تم پر اللہ و رسول کا احسان ہے کہ تمہیں اس کی توفیق بخشی۔ ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت گماشت

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا حضور پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضور کا احسان ہے' کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور کے طفیل ہی ملیں' اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضور کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و متقی ہو جاوے' تو حضور پر کچھ احسان نہیں' اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا' خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان جتایا دوسری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ معلوم ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں' یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خبیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے' خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے' رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے اظہار کا حکم ہے جیسے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا ۴۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس غلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے' جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا' اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنہری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ مٹی اور

(بقیہ صفحہ ۸۲۶) انسان میں بہت دور کا فاصلہ ہے مٹی جمادات میں سے ہے اس پر نباتات اس پر حیوانات اس پر انسان پھر بلاواسطہ ہم مٹی سے انسان کیسے بنیں گے ۸۔ یعنی مردوں کے گوشت پوست ہڈی وغیرہ جو کچھ زمین کھا جاتی ہے اور اسے مٹی کر دیتی ہے وہ سب ہمارے علم میں رہتی ہے' پھر اس مٹی کو گوشت پوست بنا دینا ہمیں کیا مشکل ہے' جیسے تم آدمی سے مٹی بن جاتے ہو ایسے ہی مٹی سے آدمی بن جاؤ گے ۹۔ جس کتاب میں ان سب کے نام' مرنے کا وقت' اور کس مٹی نے کونسا عضو کھایا یہ سب کچھ لکھا ہے جن فرشتوں کے پاس یا جن نبیوں ولیوں کے علم میں وہ کتاب ہے انہیں ان سب باتوں کی خبر ہے کیونکہ یہ کتاب خدا کے علم کے لئے نہیں بلکہ خاص بندوں کو علم دینے کے لئے ہے ۱۰۔ حق سے مراد یا حضور ہیں یا حضور کے معجزات یا قرآن کریم یا قیامت یعنی یہ لوگ دلائل میں غور نہیں کرتے انہیں تو صرف جھٹلانا آتا ہے ۱۱۔ کہ کبھی حضور کو شاعر کہتے ہیں کبھی ساحر کبھی کاہن' وہ خود ایک بات پر قائم نہیں۔

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

سنوارا ۱؎ اور اس میں کہیں رخنہ نہیں ۲؎ اور زمین کو ہم نے پھیلایا ۳؎

وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

اور اس میں لنگر ڈالے ۴؎ اور اس میں ہر بارونق

زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨

جوڑا اگایا ۵؎ سوجھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لئے ۶؎

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا ۷؎ تو اس سے باغ اگائے

وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ

اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے ۸؎ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا

نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ

گابھا ۹؎ بندوں کی روزی کے لئے ۱۰؎ اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا ۱۱؎

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ

یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے ۱۲؎ ان سے پہلے جھٹلایا نوح کی قوم اور رس

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝١٢ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝١٣

والوں ۱۳؎ اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں ۱۴؎

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ

اور بن والوں ۱۵؎ اور تبع کی قوم نے ۱۶؎ ان میں ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا

فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝١٤ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ

تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا ۱۷؎ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے ۱۸؎ بلکہ وہ نئے بننے

لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝١٥ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

سے شبہ میں ہیں ۱۹؎ اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا

ع ۱ / ۱۵

۱۔ کہ آسمان بغیر ستون قائم ہیں اس پر چاند سورج تاروں کے بلب روشن ہیں نہ ان میں تیل ہے نہ بتی' اگر تمہیں بھی بغیر ظاہری اسباب زندہ کر دیں تو کیا بعید ہے ۲۔ فروج سے مراد خرابی کی پھٹن ہے ورنہ آسمان میں دروازے ہیں۔ رب فرماتا ہے فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ ۳۔ یعنی پانی پر اس طرح پھیلایا کہ پانی میں گھل کر فنا نہیں ہوتی ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے ۴۔ اس پر پہاڑ قائم کئے تاکہ جنبش نہ کرے اور تم آرام سے رہو' سو معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ۵۔ سبزوں پھلوں پھولوں کا معلوم ہوا کہ درختوں میں بھی نر و مادہ ہے آج سائنس بھی یہ مانتی ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ سارا عالم معرفت الٰہی کی کتاب ہے حضور اس کتاب کے پڑھانے والے ہیں' مومن پڑھنے والے' کتاب کا فائدہ استاد سے ہوتا ہے ۷۔ یعنی بارش جس میں ہزارہا نفع ہیں اس سے ہر جاندار کی زندگی قائم ہے' اور اس کا فیض ایک سال تک رہتا ہے۔ خیال رہے کہ برکت کے معنی ہیں بندھی ہوئی نعمت جو جنبش نہ کرے ۸۔ جو ہر سال بوئے اور کاٹے جاتے ہیں جیسے گندم' جو' چنے وغیرہ' خیال رہے کہ باغات کے پھل لذت کے لئے اور کھیت کے دانے بقاء زندگی کے لئے کھائے جاتے ہیں' مگر یہ دونوں بارش سے پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی مسائل شریعت کی غذا طریقت کے میوے' آسمانی نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارش فیض سے ہے جس سے ایمان کی بقا ہے ۹۔ چونکہ کھجور تمام میوہ جات سے افضل ہے اس لئے اس کا علیحدہ ذکر فرمایا ورنہ باغ میں یہ بھی داخل ہے ۱۰۔ بارش بندوں کی جانی و ایمانی روزی کا ذریعہ ہے کہ بارش میں غور کر کے اللہ کی قدرت اور حضور کی رحمت کا پتہ لگائیں کہ جیسے بغیر بارش تخم نہیں اگتا ایسے ہی بغیر فیض نبوت عبادت قبول نہیں ہوتی ۱۱۔ آسمانی بارش سے خشک شہر کو ہرا بھرا کر دیا اور ایمانی و روحانی بارش سے مردہ دل زندہ کر دیئے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیاس جائز ہے اور کبھی عقائد بھی قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں ۱۳۔ یہ علاقہ عدن میں ایک کنواں تھا جس کے پاس ایک بستی تھی' اس بستی کا نام بھی رس تھا یہاں کا بادشاہ علیس تھا جس کے مرنے کے بعد شیطان اس کے جسم میں داخل ہو کر بولنے لگا یہ لوگ اس کی پوجا کرنے لگے' حضرت حنظلہ ابن صفوان کو نبی بنا کر ان میں بھیجا گیا' قوم نے انہیں سخت ایذائیں دے کر قتل کر دیا تب ان پر عذاب الٰہی آیا کہ کنوئیں کا پانی زمین میں دھنس گیا۔ یہ لوگ اور ان کے جانور پیاس سے بہت پریشان ہوئے آخرکار زمین میں دھنسا دیئے گئے (روح و خزائن) ۱۴۔ لوط علیہ السلام کی امت یعنی علاقہ سدوم والے لوگ' امت کو بھی قوم کہا جاتا ہے ورنہ لوط علیہ السلام

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾
اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے۱ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۲

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾
جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں۳

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾
کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۴

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾
اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ۵ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۶

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾
اور صور پھونکا گیا۷ یہ ہے وعدہ عذاب کا دن۸

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾
اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ۹

لَقَدْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾
بے شک تو اس سے غفلت میں تھا۱۰ تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا۱۱ تو آج تیری نگاہ تیز ہے۱۲

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَىَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ؕ
اور اس کا ہم نشین فرشتہ بولا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۱۳

اَلْقِيَا فِىْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾
حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو۱۴

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾ۙ
جو بھلائی سے بہت روکنے والا۱۵ حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا۱۶

الَّذِىْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا

(بقیہ صفحہ ۸۲۷) سدوم کے رہنے بسنے والے نہ تھے' آپ وہاں مہاجر تھے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۵۔ شعیب علیہ السلام کی قوم' چونکہ ان کی بستی بیری کی جھاڑیوں میں واقع تھی اس لئے انہیں بن والا کہا گیا ان کا واقعہ سورہ حج میں گزر گیا ۱۶۔ تبع حمیری شاہ یمن جس کا مفصل واقعہ سورہ دخان میں گزرا ۱۷۔ یعنی یہ تمام قومیں اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کے جھٹلائے بغیر عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی جرم کرے' دیکھو فرعون نے دعویٰ خدائی کیا۔ بنی اسرائیل کے اسی ۸۰ ہزار بچے ذبح کئے مگر عذاب نہ آیا' جب موسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوا تب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا ۱۸۔ اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کو عالم کا خالق و مالک مان کر قیامت کا انکار کرتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ جب ہم ان چیزوں کو ایجاد کر چکے تو اب دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے' دوبارہ بنانا ایجاد سے آسان ہے۔ ۱۹۔ یعنی ان کا انکار وہم و شبہ کی طرح کمزور ہے لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ لوگ تو بہت زور سے قیامت کے منکر تھے پھر اسے شبہ کیوں کہا گیا۔

۱۔ نفسانی وسوسہ میں بدعقیدگی' بدخلقی' وسوسے' برے خیالات سب داخل ہیں انہیں رب تعالیٰ پہلے ہی سے جانتا ہے خیال رہے کہ مومن کے غیر اختیاری وسوسوں کی نہ پکڑ ہوگی نہ حساب' بدعقیدگی وغیرہ پر پکڑ بھی ہے اور حساب بھی اس آیت کا منشا یہ ہے کہ اپنے عقیدے و خیال درست رکھو ہم سب کچھ جانتے ہیں لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۲۔ یعنی ہمارا علم و قدرت اس رگ سے زیادہ قریب ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر حصہ میں پہنچتا ہے پھر ہم انسان سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ مکانی قرب سے پاک ہے کیونکہ وہ مکان و جگہ سے پاک ہے یہاں علم و قدرت مراد ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب کا قرب ہی ہمارے لئے حجاب کا باعث ہے جیسے جان زیادہ قرب کی وجہ سے نظر نہیں آتی خیال رہے کہ رب نے اپنے متعلق یہ فرمایا اور اپنے محبوب کے متعلق فرمایا اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ معلوم ہوا کہ رب ہم سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور حضور جان سے زیادہ قریب سبحان اللہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دور سے سننا دور سے دیکھنا اللہ کی صفت ہے یہ محض غلط ہے دور سے وہ سنے یا دیکھے جو دور ہو وہ تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ۳۔ یعنی ہر عاقل بالغ انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں ایک دائیں' ایک بائیں' دایاں نیکیاں لکھتا ہے' بایاں گناہ یہ دونوں فرشتے حافظین فرشتوں کے علاوہ ہیں' یہ فرشتے ان ہی لوگوں پر مقرر ہیں جو شرعاً مکلف ہیں یعنی عاقل و بالغ ۴۔ جو اس کی ہر بات لکھے اچھی بات دائیں طرف والا فرشتہ لکھتا ہے بری بات بائیں والا' سوا پیشاب' پاخانہ کی حالت کے' اس وقت یہ دونوں فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں اسی لئے اس وقت بات کرنی منع ہے تاکہ اس کے لکھنے والے فرشتہ کو قریب آنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ فرشتے بیمار کا کراہنا بھی لکھتے ہیں نیکی والا فرشتہ ایک کی دس لکھتا ہے برائی والا ایک کی ایک ہی لکھتا ہے اگر بندہ استغفار و توبہ کرے تو محو کرتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق و محبت فرشتوں کی تحریر میں نہیں آتے کیونکہ یہاں بولنے کا ذکر ہے' بندہ مومن کے مرنے کے بعد وہ دونوں فرشتے تاقیامت اس کی قبر پر تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں جس کا ثواب اس بندے کو ملتا ہے ۵۔ یعنی موت کی سختی قریب آ رہی ہے تیار ہو۔ مومن مرتے وقت جمال مصطفوی کا نظارہ کرتا ہے جس سے اسے یہ سختی محسوس نہیں ہوتی جیسا کہ روایات میں ہے' موت کی سختی سب کو ہے مگر اس سختی کا احساس سب کو نہیں ۶۔ یہ

فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا

تو تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈالو ؎۱ اس کے ساتھی شیطان نے کہا ؎۲ اے ہمارے رب

مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا

میں نے اسے سرکش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا ؎۳ فرمائے گا میرے

تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾

پاس نہ جھگڑو ؎۴ میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا ؎۵

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾

میرے یہاں بات بدلتی نہیں ؎۶ اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں ؎۷

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ

جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ؎۸ وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ

مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾

ہے ؎۹ اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی ؎۱۰

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ

یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ؎۱۱ ہر رجوع لانے والے نگہداشت والے کے لئے ؎۱۲

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا

جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے ؎۱۳ اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ؎۱۴ ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ

بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا

سلامتی کے ساتھ ؎۱۵ یہ ہمیشگی کا دن ہے ؎۱۶ ان کے لئے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ

سے بھی زیادہ ہے ؎۱۷ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں ہلاک فرمادیں کہ

اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾

گرفت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں ؎۱۸ ہے کہیں بھاگنے کی جگہ ؎۱۹

(بقیہ صفحہ ۸۲۸) کلام کافر یا غافل سے ہوگا فرشتے فرمائیں گے بھاگنے سے مراد موت سے گھبرانا' دنیا میں پھنسا رہنا ہے مومن تو موت کو یار کے ملنے کا پل یا زینہ سمجھتا ہے مرتے ہی جمال مصطفوی کا نظارہ نصیب ہوتا ہے' اس لئے اس کی موت کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے ۷۔ دوسری بار تا کہ مردے اٹھیں چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر فرمایا ورنہ یہ آئندہ ہونے والا ہے ۸۔ کافروں کے لئے اور رحمت کا دن ہے فرمانبرداروں کے لئے یار سے ملنے کا دن ہے عاشقوں کے لئے یہاں کفار سے خطاب ہے ۹۔ یہ بھی کفار کے لئے ہے کہ انہیں قیامت کے دن ایک فرشتہ تو ایسے ہانکے گا جیسے جانوروں کو چرواہا دوسرا فرشتہ یا اس کے بدن کے اعضاء اس کے خلاف گواہ یہ دونوں فرشتے نہایت ذلت سے اسے میدان محشر میں لے جائیں گے' مومن اپنی قربانی کی سواری پر اس طرح جاوے گا جیسے کہ دولہا' رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ یعنی تو قیامت کا منکر تھا اس لئے تو نے اس دن کی تیاری نہ کی یہاں غفلت بمعنی بے خبری نہیں کیونکہ انبیاء نے دنیا میں تشریف لا کر قیامت کی خبر دے دی ہے ۱۱۔ اس طرح کہ تمام چھپی چیزوں کو تیرے سامنے کر دیا اب تو سب چیزوں کا اقراری ہے اگر نبی کے فرمان سے مان لیتا تو آج امان پاتا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی شخص اندھا' کانا' ضعیف البصر نہ ہوگا سب انکھیارے ہوں گے ۱۳۔ اس کافر کا نامہ اعمال جس میں اس کے گناہ لکھے گئے ہیں کیونکہ کفار کی نیکیاں تو دنیا میں ہی برباد ہو چکیں۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو فرشتے کفار کے نامہ اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں وہی انہیں دوزخ میں ڈالیں گے دوسرے یہ کہ کفار کو دوزخ میں پہنچایا نہ جاوے گا بلکہ اوپر سے پھینکا جاوے گا اللہ کی پناہ، گنہگار مومن اگر دوزخ میں گیا پھر بھی اسے پھینکا نہ جائے گا اس لئے یہاں كَفَّارٍ عَنِيْدٍ فرمایا گیا ۱۵۔ جیسے اس زمانہ کے وہابیہ کہ امور خیر کو ہزار حیلوں سے روکتے ہیں شر کے روکنے کی پرواہ نہیں کرتے ان کے فتوے ہمیشہ صدقات و خیرات اور ذکر رسول روکنے کے لئے ہوتے ہیں' شراب خوری' جوا' سینما بازوں کی طرف توجہ نہیں' رب تعالیٰ عقل دے ۱۶۔ کافر اپنی حد سے نکل کر رسول کی ہمسری کا دعویٰ کرتا ہے کہ کفر ہے اور اللہ کی توحید و رسول کی رسالت کا انکار کرتا ہے مگر اپنے دین پر بھی اسے پورا یقین نہیں ہوتا' معمولی آفت میں مسلمانوں سے دعا کراتا ہے۔ حضور کو کبھی شاعر کبھی جادوگر کہتا ہے' قبر میں فرشتوں کو اپنا دین صحیح نہ بتا سکے گا اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

۱۔ جو عذاب سخت بھی ہے اور دائمی بھی' یہ دونوں چیزیں کفار کے لئے ہوں گی۔ مسلمان کو سزا بھی نرم ہوگی اور عذاب میں ہیشگی بھی نہ ہوگی ۲۔ قرین وہ شیطان ہے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور مرتے وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے ہمیشہ اسے برے مشورے دیتا ہے ۳۔ یعنی گمراہ یہ خود ہوا تھا میں نے تو فقط گمراہی کا مشورہ دیا تھا خیال رہے کہ نفس امارہ کو مشورہ دینے والا قرین شیطان ہے اور دل کو مشورہ دینے والا فرشتہ ہے ۴۔ قیامت میں کفار کہیں گے کہ مولیٰ ہم کو شیطان نے بہکا دیا ہم تو بے قصور ہیں شیطان اس سے برات ظاہر کرے گا ان دونوں سے یہ کہا جاوے گا کہ اب خاموش ہو جاؤ دوزخ میں داخل ہو۔ معلوم ہوا کہ کفار کو شیاطین سے جھگڑنے کی اجازت نہ ہوگی مگر مسلمان ظالم و مظلوم جھگڑیں گے مظلوم اپنا عوض مانگے گا' رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ کہ انبیاء کرام اور ان کی کتابوں کے ذریعہ تم تک تمام وعدے وعید پہنچا دیئے تھے چونکہ کفار صرف وعید کے مستحق

(بقیہ صفحہ ۸۲۹) ہیں اس لئے یہاں وعید کا ذکر کیا گیا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا اور نیک کام سے اللہ کے نزدیک تقدیر نہیں بدلتی بلکہ وہ تبدیلی ہمارے علم کے لحاظ سے ہوتی ہے' دعا اور نیک عمل خود تقدیر میں داخل ہیں لہٰذا اس میں اور اس حدیث میں کہ دعا سے قضا بدل جاتی ہے تعارض نہیں نیز آیات کا نسخ ان کی تبدیلی نہیں بلکہ حکم کی انتہا کا بیان ہے لہٰذا نسخ آیات اس آیت کے خلاف نہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے وعدے وعید بدلتے نہیں جن سے جنت کا وعدہ کیا وہ جنتی ہیں' کفار دوزخی' لہٰذا آیت صاف ہے ۷۔ اس طرح کہ کسی بندے کو بغیر جرم سزا دوں' معلوم ہوا کہ کفار کے نا سمجھ بچے دوزخی نہیں ۸۔ رب تعالیٰ نے دوزخ و جنت دونوں کے بھرنے کا وعدہ فرمایا ہے تمام دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال کر دوزخ سے پوچھے گا کیا تو بھر گئی تو وہ یہ جواب دے گی ۹۔ یعنی ابھی نہیں بھری مجھ میں اور بھی گنجائش ہے۔ ۱۰۔ یعنی قیامت میں متقی لوگ عرش کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے وہاں سے ان کو جنت نظر آتی ہو گی۔ خیال رہے کہ واقعہ میں تو یہ لوگ جنت کے قریب لائے گئے مگر یہ محاورہ ایسا ہے جیسے مسافر کہتے ہیں کہ لاہور قریب آ گیا یعنی ہم لاہور کے قریب آ گئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگوں سے جنت ایسی قریب ہو گی کہ بغیر حساب وہاں داخل ہو جائیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ متقی مومن سے دنیا میں ہی جنت قریب ہے کہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے پہلے معنی زیادہ قوی ہیں واللہ و رسولہ اعلم ۱۱۔ دنیا میں رسولوں کی معرفت' کیونکہ رسول کا وعدہ رب کا ہی وعدہ ہے ۱۲۔ رجوع لانے والا وہ ہے جو گناہ پر قائم نہ رہے توبہ کرے۔ حفیظ وہ جو اپنے ہر کام میں شرعی حدود کی حفاظت کرے ۱۳۔ جس ڈر میں ہیبت اور تعظیم ہو اسے خشیت کہا جاتا ہے خشیت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے بے دیکھے ڈرنے کے معنی یہ ہیں انبیاء کرام سے سن کر رب کی ہیبت رکھے ۱۴۔ یعنی ایسا دل ساتھ لایا جو مصیبت میں صابر آرام میں شاکر ہر حال میں رب کا ذاکر تھا صوفیاء فرماتے ہیں کہ قلب منیب اللہ کی بڑی نعمت ہے جو خوش نصیب کو ملتی ہے ۱۵۔ کہ نہ تو جنت میں تمہیں کوئی تکلیف ہو نہ موت آئے نہ جنت سے نکالے جاؤ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا داخلہ بہت عزت و عظمت کے ساتھ ہو گا یا خود رب تعالیٰ یہ فرمائے گا یا فرشتے یا رضوان داروغۂ جنت ۱۶۔ اس طرح کہ یہی دن ہمیشہ رہے گا نہ رات آئے گی نہ کوئی حال بدلے گا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کہ دن ہمیشہ نہیں رہتا رات سے فنا ہو جاتا ہے ۔ ۱۷۔ دیدار الٰہی جو ان کے خیال و گمان سے بھی باہر ہے یہ نعمت تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی رب نصیب کرے ۔ ۱۸۔ یعنی پچھلی امتیں ان عرب والے کفار سے زیادہ بہادر تھیں جنہوں نے شہروں میں بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے مگر عذاب کے وقت کام نہ آئے ۱۹۔ یعنی جب ان پر عذاب آیا تو بچنے کی جگہ اور پناہ کے ٹھکانے ڈھونڈتے پھرے مگر پناہ نہ ملی۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو۱ یا کان لگائے

وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

اور متوجہ ہو۲ اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ

کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا۳ اور تکان ہمارے پاس نہ آئی۴ تو ان کی باتوں

عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ

پر صبر کرو۵ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ

چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۶ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو۷ اور

أَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ

نمازوں کے بعد۸ اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ

قَرِيبٍ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ

سے۹ جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ۱۰ یہ دن ہے قبروں سے باہر

الْخُرُوجِ ﴿۴۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿۴۳﴾

آنے کا۱۱ بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے۱۲

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا

جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے۱۳ یہ حشر ہے ہم کو

يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم

آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں۱۴ اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے

بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿۴۵﴾

نہیں۱۵ تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے۱۶

۳ ع ۱۷

Page-830.bmp

۱۔ معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت و عبرت سے فائدہ وہ ہی اٹھا سکتا ہے جس کے پاس عبرت پکڑنے والا دل ہو اور قبول کرنے والے کان' حاضر دل سے جو نیک کام کیا جاوے اس میں برکت ہوتی ہے ۲۔ اتوار سے ہفتہ تک' اتوار کو پیدائش کی ابتداء ہوئی جمعہ کو تکمیل' زمین دو دن میں بنی' زمینی چیزیں دو دن میں آسمان دو دن میں' خیال رہے کہ یہاں وقت خلق کا ذکر ہے اور کُنْ فَیَکُوْنُ میں قدرت کاملہ کا تذکرہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو چھ دن میں پیدا فرمانا کمزوری یا تھکن کی بنا پر نہ

بقیہ صفحہ ۹۹۸ پر

ایاتہا ۶۰ | ۵۱ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۶۷ | رکوعاتہا ۳

سورۃ الذاریات مکی ہے اس میں ۳ رکوع، ۶۰ آیات، ۳۶۰ کلمے اور ۱۲۳۹ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾

قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں [۱] پھر بوجھ اٹھانے والیاں [۲] پھر نرم چلنے والیاں

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ

[۳] پھر حکم سے بانٹنے والیاں [۴] بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے [۵] ضرور سچ ہے

الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ

اور بے شک انصاف ضرور ہونا [۶] آرائش والے آسمان کی قسم [۷] تم مختلف بات میں

مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾

ہو [۸] اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھایا جانا ہو [۹] مارے جائیں

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَسْــٴَـلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ

دل سے تراشنے والے جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں [۱۰] پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب

الدِّيْنِ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ

ہوگا [۱۱] اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی [۱۲] بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ

میں ہیں [۱۳] اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے [۱۴] بے شک وہ اس سے

ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

پہلے نیکوکار تھے [۱۵] وہ رات میں کم سویا کرتے [۱۶]

۱۔ یعنی ان ہواؤں کی قسم جو خاک اور گرد و غبار اڑاتی ہیں' اس میں چاروں ہوائیں شامل ہیں' پروا' پچھوا' جنوبی' شمالی ۲۔ یعنی جو ہوائیں گھٹائیں یا بدلیاں اٹھائیں' جن میں لاکھوں ٹن پانی ہے چونکہ یہ رحمت کی ہوائیں ہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ۳۔ ان کشتیوں کی قسم جو دریا میں سہولت سے تیرتی ہیں' سواریوں اور سامان کو پار لگاتی ہیں ۴۔ یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو بارش' رزق' موت' اولاد وغیرہ تقسیم کرتی ہیں' جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں فرشتے تقسیم کرتے ہیں' اگر حضور کو قاسم رزق اللہ کہا جاوے تو نہ حرام ہے نہ شرک' خیال رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوائیں تقسیم کرتے ہیں' میکائیل بارشیں' عزرائیل موت' اسرافیل احکام (علیہم السلام) (روح) ۵۔ یہاں وعدے میں وعید بھی داخل ہے یعنی حشر نشر سزا جزا۔ بلکہ تمام وہ آئندہ کی خبریں جن کا نبی کی معرفت تم سے وعدہ یا وعید کیا گیا' سب سچے ہیں' ان کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں ۶۔ کہ قیامت میں مطیعوں کو جنت توبہ والوں کو محبت اولیاء کو قرابت عارفوں کو وصل الٰہی' طالبوں کو وجدان اور غافلوں کو عذاب۔ میزان ضرور ملنا ہے ۷۔ یعنی اس آسمان کی قسم جو رنگ برنگے تاروں سے مزین ہے' یا اس آسمان نبوت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم جو رنگ برنگے صحابہ کی زینت سے آراستہ ہے۔ ۸۔ کوئی مشرک دو معبود مانتا ہے' کوئی پچاس' کوئی تین سو ساٹھ' کوئی حضور کو ساحر کہتا ہے' کوئی شاعر تمہیں خود اپنے قول پر قرار نہیں ۹۔ کفار مکہ جب کسی کو اسلام کی طرف مائل دیکھتے یا جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تو اس کو بہکاتے کہ ان کے پاس کیا دھرا ہے وہ تو ساحر ہیں' شاعر ہیں وغیرہ' اس آیت میں اس کا ذکر ہے کہ جس کے نصیب میں ایمان ہے وہ تو ان باتوں سے بہکے گا نہیں اور جو تقدیر کا ہی مارا ہوا ہے وہ بہک جاوے گا۔ معلوم ہوا کہ جسے حضور سے کچھ نہ ملے وہ شقی ازلی ہے ان کے پاس سب کچھ ہے تم لینے والے بنو ۱۰۔ کوئی جہالت کے نشہ میں مخمور ہے' کوئی علم کے' کوئی دولت کے نشہ میں کوئی اقتدار اور عزت و جاہ کے' اللہ ان سب نشوں سے بچائے ۱۱۔ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا' بلکہ مذاق کے لئے اس کے مطابق انہیں جواب دیا گیا۔ کہ جس دن تم دوزخ میں پہنچو گے بس وہی دن عین انصاف کا ہو گا۔ یعنی اگر تم ایسی بحثوں میں پڑے رہے تو انجام یہ ہے ۱۲۔ یہ کلام بلاواسطہ رب تعالیٰ فرمائے گا' یا عذاب کے فرشتے یا مالک دوزخ جہاں ارشاد ہوا کہ ہم ان سے کلام نہ کریں گے' وہاں رحمت و محبت کا کلام مراد ہے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ آج دنیا میں بھی قبر میں بھی اور آئندہ محشر میں بھی اور محشر کے بعد بھی' دنیا میں مومن شریعت کے باغات' طریقت کے چشموں میں رہتا ہے اللہ کی عبادت میں حضور کی محبت میں وہ لذت پاتا ہے کہ سبحان اللہ اس کی قبر جنت کی کیاری بن جاوے گی' میدان محشر میں حوض کوثر کی ایک نہر موجود ہو گی جہاں یہ مزے سے پیتے ہوں گے' اس نہر پر مرتدین آویں گے' جنہیں فرشتے نکالیں گے' یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ اصیحابی ۱۴۔ ان نیکیوں کا بدلہ بھی اور رب تعالیٰ کی خاص رحمت بھی' عطایا کو شامل ہے ۱۵۔ کہ دنیا میں نیک کام کرتے تھے یا ان کی پیدائش سے پہلے ان کے نام نیکوں کی فہرست میں تھے۔ ۱۶۔ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے تھے بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور اس سونے کو بھی اپنا قصور سمجھ کر صبح کو استغفار پڑھتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات سونا بھی اچھا نہیں اور تمام رات جاگنا بھی بہتر نہیں' اول رات سو جاؤ آخر رات تہجد کے لئے جاگو پھر کچھ اور سوؤ' یہ ہی سنت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں انصار کی تعریف ہے

(بقیہ صفحہ ۸۳۱) جو عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اپنے گھر جاتے جو مسجد قبا کے پاس مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے پھر کچھ سو کر تہجد پڑھتے' پھر فجر کی نماز مسجد نبوی میں آکر باجماعت پڑھتے تھے' اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (روح) ان کا یہ آنا جانا بھی عبادت تھا جیسے عالم کا سونا عبادت ہے۔
ا۔ معلوم ہوا کہ وقت سحر استغفار اور دعا کے لئے بہت موزوں ہے کہ صبح کے وقت کتے کے سوا کوئی نہیں سوتا فجر کی سنتوں کے بعد ستر بار استغفار اول آخر درود شریف ہر مصیبت کا دفعیہ ہے رزق کی برکت کا ذریعہ ہے ۲۔ اس میں چند صفات بیان ہوئے ایک یہ کہ ان مومنوں کے ہر مال میں غربا کا حصہ ہوتا ہے۔ کھانا کپڑا پیسہ وغیرہ' دوسرے یہ کہ ہر قسم کے فقیر کو دیتے ہیں خواہ اسے جانیں پہچانیں یا نہیں تیسرے یہ کہ ان کی عطا سائل کے مانگنے پر موقوف نہیں بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور تلاش کر کے ان مساکین کو بھی جو شرم سے مانگ نہ سکیں' اور اس شرم کی وجہ سے وہ اکثر صدقات سے محروم رہتے ہوں' چوتھے یہ کہ وہ فقراء پر احسان نہیں دھرتے بلکہ ان کا اپنی کمائی میں حق سمجھتے ہیں ان کا احسان مانتے ہیں کہ انہوں نے قبول کر لیا خیال رہے کہ مال والوں کے مال میں فقیروں کا حق ہوتا ہے اور کمال والوں کے کمال میں بے ہنروں کا حصہ ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی عبادات میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے' ان کے ایک ایک سجدے کی برکت سے ہم جیسے کروڑوں کا بیڑا پار ہو گا۔ خیال رہے کہ یہاں صدقہ نفل مراد ہے کیونکہ زکوٰۃ بعد ہجرت فرض ہوئی۔ اس لئے یہاں تمام مصارف زکوٰۃ کا ذکر نہ ہوا ۳۔ یعنی مومنوں کے لئے زمین معرفت الٰہی کا دفتر ہے وہ اس زمین کے حالات کو دیکھ کر رب کی قدرت بلکہ حشر و نشر جنت و دوزخ کو مان لیتے ہیں' زمین سے شریعت اور طریقت کے ہزارہا مسائل حل ہو جاتے ہیں زمین خشک ہو کر پھر سرسبز ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی مر کر جینا ہے' زمین میں جو بوؤ گے وہی کاٹو گے معلوم ہوا کہ وہاں حساب و کتاب ہے زمین میں عجز و انکسار ہے اسی لئے اس میں باغات و کھیت ہیں معلوم ہوا کہ فقیر کا کام صبر و رضا ہے وغیرہ ۴۔ کہ تمہاری پیدائش' اعضاء کی عجیب ترتیب دنیا میں تمہارے حالات کا بدلنا' سب کچھ ہو کر کچھ نہ رہنا بتا رہا ہے کہ تم کسی اور کے قبضہ میں ہو' صوفیاء فرماتے ہیں کہ عرش و فرش' بحر و بر' کوہ و جبل' شیطان رحمت و رحمٰن سب کچھ تجھ میں ہے اگر تو غور کرے جس نے اپنے کو پہچان لیا رب کو جان لیا ۵۔ دنیاوی رزق' سورج' بارش وغیرہ یا مطلب یہ ہے کہ تمام رزقوں کے اصل خزانے آسمانوں میں ہیں' وہاں سے منتقل ہو کر زمین پر آتے ہیں صوفیاء فرماتے ہیں کہ رزق جسمانی اور رزق روحانی سب کچھ آسمان میں ہے وحی بھی آسمان سے ہی آتی ہے ۶۔ کہ جنت آسمانوں میں ہے یا لوح محفوظ آسمان میں ہے جس میں سب کچھ تحریر ہے ۷۔ یہاں رب تعالیٰ نے اپنی قسم فرما کر قرآن کی حقانیت بیان فرمائی اور سورہ یٰسین میں قرآن کی قسم فرما کر حضور کی حقانیت بیان کی ۸۔ معلوم ہوا کہ قرآن عربی زبان میں ہے قریش کی لغت میں اترا' لہٰذا قرآن کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان پر قرآن کے احکام جاری ہوں ۹۔ یہ دس بارہ فرشتے تھے جو بشکل مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سلام بڑی پرانی سنت ہے دوسرے انبیاء کے دین میں بھی تھی۔ دوسرے یہ کہ آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے خواہ سارے لوگ سلام کریں یا ان میں سے ایک ظاہر یہ ہے کہ یہاں سب نے سلام کیا ۱۱۔ آپ نے دل میں فرمایا کہ میں ان سے واقف نہیں' منکر' معنی اجنبی ہے' اسی لئے قبر کے فرشتوں کو منکر و

بقیہ صفحہ ۹۶۶ پر

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ

اور پچھلی رات استغفار کرتے ۱ اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور

وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

بے نصیب کا ۲ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو ۳ اور خود تم میں'

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَ

تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ۴ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے ۵ اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶

رَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾

تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ۷ ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو ۸

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ

اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۹ جب

دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

وہ اس کے پاس آکر بولے سلام ۱۰ کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں ۱۱

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ

پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا ۱۲ پھر اسے ان کے پاس رکھا

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا

کہا کیا تم کھاتے نہیں تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا ۱۳ وہ بولے

تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ

ڈریئے نہیں ۱۴ اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ

پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ انہوں نے کہا تمہارے رب نے

قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

یوں ہی فرما دیا ہے ۱۵ اور وہی حکیم دانا ہے

ع ۱۸

وقف لازم